Digitized by Khilafat Library Rabwah

72

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۱ لغایت نمبر ۶ — جلد ۱

متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنہ

بابت صفر لغایت رجب ۹۸ھ مطابق جنوری لغایت جون ۱۸۸۱ء

التماسات ضروریہ

اول جو نہایت اہم و مقدم ہے۔ جملہ برادران اہل اسلام (اہل تقلید ہون خواہ مدعیان تحقیق) سے التجا ہے کہ اس ضمیمہ کو اول سے آخر تک نظر حرج و تحقیق سے ملاحظہ فرماوین اہل تقلید یہ خیال نہ کرین کہ اسمین تقلید مذاہب سابقین کے برخلاف تحقیق ہوگی اسکو کیا دیکہین؟ اور مدعیان تحقیق یہ نہ سمجہین کہ یہ مسایل ہمارے سُنے سُنائے اور پاس کئے کرائے ہین انکو کیون پڑہین؟ بلکہ دونون فریق یہ جان لین کہ اسمین جانبین کی افراط و تفریط کی اصلاح ہے اور مسلک بین بین کی ایضاح۔ اسلئے دونون فریق کو اسکا دیکہنا ضروری ہے اور اسمین موافق یا مخالف راے دینا واجب۔ پس جو صاحب فریقین سے اسکو حق و صحیح پاوین وہ بذریعہ خاص خاص تحریرات مولف کو اس سے اطلاع دین مولف انکا دل سے شکر گذار ہوگا اور جو اسمین کچہہ خطا و خلاف حق صراح دیکہین وہ اسکی غلطی سے جس سبیل سے چاہین مولف کو آگاہ کرین۔ انکا شکریہ دوچند ادا ہوگا۔ اور ایمان و انصاف سے انکی رای باصواب کو دیکہا جاویگا پس اگر حق انکے جانب نظر آیا تو اسی پرچہ مین اسکا اظہار عملمین آویگا اور اگر اسمین مولف کو کچہہ اشتباہ رہا تو اسکو بلا صورت بحث و جدال عرض کیا جاویگا +

دوم۔ بالفعل اس ضمیمہ کا حجم ربع حجم رسالہ اشاعۃ السنہ تجویز ہوا ہے اور قیمت بہی حسب تفصیل مراتب ربع قیمت رسالہ ہے آیندہ زیادت حجم ضمیمہ مزید شوق خریدارون سے جسقدر وہ چاہین ہوسکتی ہے

سوم اس دفعہ یہہ ضمیمہ بعض حضرات کی خدمات مین بلا درخواست بہی بہیجا گیا ہے اگر وہ حضرات اسکی خریداری کو پسند کرین تو اس مجموعہ ضمیمجات ششماہی کی قیمت ارسال فرماوین ورنہ بعد ملاحظہ پرچہ واپس کرین

چہارم دوسری دفعہ اس ضمیمہ کو وہی لوگ پائینگے جو اس مجموعہ ششماہی کی قیمت اپنے درجہ کے موافق ارسال فرمائینگے

الملتمس ابو سعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹہہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

خدا کا شکر ہے جس نے ہمکو اس راہ (اسلام و توحید و اتباع) پر چلایا ہم یہ راہ نپاتے اگر وہ ہمکو راہ پر نہ لاتا

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد النبی الذی ارانا ھداہ ولولاہ ما اھتدینا

اور اُسکے رسول محمد پر خدا کی رحمت و سلام ہو جس نے ہمکو خدا کا راستہ دکھایا وہ نہ ہوتے تو ہم خدا کی راہ نپاتے

الی ھدی اللہ۔ اوضح سبل الھدی واقام منارھا۔ واغفل طرق العمی

اونہون نے ہدایت کی راہون کو کھول دیا اور ان پر منارون کو کھڑا کر دیا اور گمراہی کے راہون کو بے نشان کیا

وعفا اثارھا۔ فبابی ھو وامی لقد من علینا وابلغ فی الامتنان۔

اور اُن کے آثار کو مٹا دیا۔ میرے ماں باپ اُن پر قربان ہون۔ اُنہون نے ہم پر کمال احسان کیا۔ اور ہمکو

واوصلنا الی ابواب الجنان وانقذنا من النیران۔ وعلی آلہ نجوم الھدی

بہشت کے دروازون پر پہنچا دیا اور آگ سے چھوڑا لیا اور خدا کی رحمت و سلام اُنکی اہلبیت پر ہو جو ہدایت کے ستارے

وائمۃ التقی۔ الذین مثلھم کسفینۃ نوح من رکبھا نجی۔ ومن

تھے اور پرہیزگارون کے امام۔ جنکی مثال حضرت نوح کی کشتی تھی کہ جو کوئی اسپر سوار ہوا بچ گیا اور جو اس سے رہگیا

تخلف عنھا ھلک وطغی۔ وعلی صحبہ المھتدین بھدیہ المستنین

وہ ہلاک ہوا اور بہک گیا۔ اور آپ کے اصحاب پر جو آپکی راہ پر چلتے اور آپکی سنت پر عمل کرتے وہ جنکی مثال تورات

بسنتہ الذین مثلھم فی التورٰیۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج

مین بھی ہے اور انجیل مین بھی جیسی کھیتی جو اپنی سبزی نکالتی ہے پھر اُسکو مضبوط کرتی ہے پھر وہ

شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ

ایسی موٹی ہو جاتی ہے کہ اپنے آپ ڈنڈی پر کھڑی ہو جاتی ہے اور کھیتی والے کو بھلی معلوم ہوتی ہے تاکہ غیظ

(73)

بهم الكفار اهل الهواء والطغوى - وعلى من تبعهم ممن يقتدى

رکہین جو ہوا نفسانی وسرکشی والے ہین اور اُن کے تابعدارون پر سلام ہو جن کا حدیث کے روایت

بهم فى التحديث والرواية والانتقاد ؛ والتفقه والفهم والاجتهاد ؛

کرنے اور حدیث کے پرکہنے اور حدیث مین سمجہہ واجتہاد† پیدا کرنے مین لوگ اقتدا پیدا کرتے

منهم اصحاب الصحاح الستة ؛ والائمة الاربعة ؛ فتلك عشرة كاملة ؛

ہین منجملہ اُن کے چہہ کتابون صحاح کے مصنف ہین اور چارون مذہب کے امام سو یہہ پورے دس ہین -

لا يواليهم الا اهل العلم والفقه والكمال (اللهم اجعلنا منهم)

اِن سے علما سمجہہ دار اہل کمال ہی محبت رکہتے ہین - خدا ہمکو ان مین رکہے

ولا يعاديهم الا اهل الجهل والسفه والضلال (اللهم لا تجعلنا منهم)

اور جہلا بے وقوف گمراہ دشمنی رکہتے ہین - خدا ہم کو ان سے نہ کرے

كيف قد ثبت وتقرر ان هولاء البررة من اهل الولاية الظاهرة

یہہ کیونکر نہ ہو جبکہ ثابت ومقرر ہو چکا ہے کہ وہ پاک لوگ خدا کے ولی ہین حالانکہ خدا نے اپنے

وقد ذب عنهم وقال فيهم عز من قايل من عادى لى وليا

ولیون کی حمایت مین کہا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے جو کوئی میرے ولی کا دشمن ہو

فقد بارز الله بالمحاربة - لولا هولاء لما وصل الينا الاسلام ؛ وما

وہ خدا کے سامنے لڑائی کرنے کو تیار ہوتا ہے یہہ آئمہ حدیث وفقہ نہ ہوتی تو ہمکو اسلام نہ پہنچتا - اور

حصل لنا العلم بالحلال والحرام ؛ فاساة الظن بهم والطعن فيهم

حلال اور حرام کا علم حاصل نہ ہوتا - پہر اُن سے بدظن ہونا اور ان پر طعن کرنا

كفر نعمة بلا كلام ؛ عصمنا الله من ذلك وهو ولى العصمة والهداية والانعام

بلاشبہ کفران نعمت ہے خدا ہم کو اس سے بچاوے وہی بچانے اور ہدایت کرنیکا مالک ہے -

---

† اجتہاد قرآن وحدیث سے قوت فکر سے مسایل نکالنے کو کہتے ہین اسکو کوئی پولیٹکل مین جہاد نسمجہے یہہ لفظ اس رسالہ مین بہت جگہ آویگا اسلیے یہ امر بتایا گیا -

تمہید لایق توجہ کامل اہل تحقیق اہل تقلید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناظرین رسالہ اشاعہ السنہ پر مخفی نہ ہوگا کہ یہہ پرچہ اوسط ۹۴ھ ہجری مطابق ۱۸۸۷ء سے جاری وشایع ہے۔

اسکا اجرا پہلے متشددین اہل تقلید کے خطاب مین ہوا تھا پھر کر اوایل ۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء مین اسکا خطاب اِن سے موقوف ہوکر حضرات نیچریہ سے شروع ہوا اور آجتک جاری رہا۔

نیچریہ کے خطاب وجواب سے جو اُسکا مقصود تہا اور جو اسکا اثر ظاہر ہوا اِسکا بیان اُسی کی جلد سوم وچہارم کے پہلے نمبرون مین ہوچکا ہے۔

متشددین اہل تقلید کے خطاب وبحث سے اسکا مقصود یہ تھا کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث پر بے جا تشدد کرنا چہوڑ دین اور جن مسایل مین یہہ انکے برخلاف عمل کرتے ہین اُن مسایل کی قوت دلایل کو ملاحظہ فرماکر اُن کے عمل وترویج مین اُنکو معذور سمجہکر معافی دین اور اِس عمل کے سبب اُنکو دین اسلام سے خارج نہ سمجہین اس خطاب وبحث کی جڑ وبنیاد (اشتہار مسایل عشرہ) کی قیود سے مقصود جسکو آجتک کسی نے

+ اِس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہہ ہے کہ فلان فلاں صاحبان مسایل ذیل مین کوئی آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہ ہو اور وہ اِس معنی مین جسکے لئے پیش کئے جاوین نص صریح و قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین ۱ رفعیدین نہ کرنا ۲ آمین آہستہ کہنا ۳ نماز مین زیر ناف ہاتہہ باندہنا ۴ مقتدیون کو قرأت فاتحہ سے منع کرنا ۵ آیمہ اربعہ سے کسی ایک امام کی تقلید کا واجب ہونا ۶ وقت ظہر کا دو مثل تک رہنا ۷ عام مسلمانون اور پیغمبرون کا ایمان مساوی ہونا ۸ قضا کا ظاہر ہوجانا نافذ ہونا ۹ نکاح محرمات ابدیہ سے حد زنا محرمات کا ساقط ہونا ۱۰ پاک پانی کا دہ در دہ سے مقید ہونا +

نہین سمجہا اور جو سمجہا اُلٹا سمجہا) نہ یہ تھا کہ جو دلایل اُن قیود سے خالی ہون وہ ہمارے نزدیک پایہ اعتبار و احتجاج سے ساقط ہین مثلاً جو آیہ قطعی الدلالۃ نہ ہو ظنی الدلالۃ ہو جیسے عام کتاب اللہ ہم اُسکو نہین مانتے یا جو حدیث اتفاقی صحیح نہ ہو حسن ہو یا اختلافی صحیح یا اپنے معنی پر صریح الدلالۃ نہ ہو ہم اُسکو لایق سند نہین سمجہتے وعلی ہذا القیاس حاشا وکلا یہہ مقصود ہمارا اِن قیود سے ہرگز نہ تہا چنانچہ اس بات کا اظہار اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ مین بہ تفصیل ہو چکا ہے بلکہ ان قیود سے صرف اُن اہل تشدید کا الزام مقصود اور اِس امر کا اظہار مطلوب تہا کہ جس درجہ کی قوت وثبوت وہ اپنی جانب کے مسایل مین خیال کرتے ہین اُس درجہ کی قوّت اُن مسایل میں نہیں ہے اور جس مرتبہ کا تشدّد وہ ان مسایل کے عمل و ترک میں مبذول فرماتے ہین اور جو احکام وجوب وحرمت وہ اِن مسایل پر لگاتے ہیں اس مرتبہ کی تشدّد کی مقتضی اور اُن احکام کے مثبت دلایل اُن کے ہاتہہ میں موجود نہین ہیں ؛

تشریح وتمثیل

(۱) تقلید مذہب معین کو وہ فرض بتلاتے ہیں اور ترک تقلید پر حکم حرمت لگاتے ہین اور اسکے مرتکب کا لامذہب (جو بے دین کا مرادف ہے) نام رکھتے ہین اِس حکم وتشدد پر اُن سے آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالۃ کا مطالبہ کیا گیا اور اُن کے اِس قاعدہ فقہیہ سے (اما الفرض فما ثبت بدلیل قطعی لاشبہۃ فیہ یعنی فرض وہ ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اُسمین کچہہ اشتباہ نہ ہو) اُن کو الزام دیا گیا اور یہ سمجہا گیا تہا کہ مذہب معین پر کون سی آیہ یا حدیث قطعی کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے آپنے حکم فرضیت اِس تقلید کا نکال لیا اور اسکے ترک پر یہہ تشدد کیا ہے ؛

(۲ و ۳ و ۴) رفع الیدین اور آمین بالجہر اور قرءۃ فاتحہ خلف امام کو یہہ لوگ حرام بلکہ مفسد نماز مرتکب بلکہ مفسد نماز ہم پہلو مرتکب (گو وہ خود اُن افعال کا مرتکب نہ ہوا ہو

صرف آمین بالجہر ورفعیدین کرنے والے کے برابر کھڑا ہوا ہو) بتلاتے ہین اوران افعال پر فساد نماز وعذاب جہنم کا حکم لگاتے ہین اسلئے ان امور کی ممانعت پر اُن سے دلیل قطعی کا مطالبہ ہوا وراُن کے اس قاعدہ سے (المحرم ماثبت النہی فیہ بلامعارض یعنے حرام وہ فعل ہے جسمین ممانعت بلامزاحمت یعنی قطعی† طور پر ثابت ہو) الزام دیا گیا اور یہہ جتایا گیا کہ ان امور کی ممانعت مین ایسے دلایل کہان ہین جنسے آپ لوگ یہہ حکم اوریہ تشدد نکالتے ہین ۔

اوریہ مقصود اس ڈہرہ سال کے مباحثات وجوابات سے بخوبی حاصل ہوگیا اورکس وناکس پر یہہ امر خوب ظاہر ہوگیا کہ جس مرتبہ کا تشدد وہ لوگ اِن مسایل مین کرتے ہین اُس مرتبہ کا تشدد اُنمین مناسب نہین اورجس درجہ کی قوت وثبوت وہ اپنے مسایل میں سمجھتے ہیں وہ مرتبہ اُنکو حاصل نہین ہے ٭

اِس پر دلیل یہہ ہے کہ اِس عرصہ تقریباً پانچ سال مین کسی نے شرط اشتہار کی مطابق ہمارے کسی سوال کا جواب نہین دیا اور ایک آیہ قطعی الدلالہ یا ایک حدیث صحیح صریح قطعی الثبوت کو کسی مسئلہ مین پیش نہین کیا بعض حضرات نے تو ہمارے سوال کا مقابلہ صرف سوال سے کیا اور یہہ کہا کہ تم ہم سے ان مسایل مین آیات قطعیہ واحادیث صحیحہ کا مطالبہ کرتے ہو ہم تمسے اِن مسایل کے خلاف پر ایسے دلایل کا مطالبہ کرتے ہیں اور بعض نے یہہ جواب دیا کہ تمہاری اِن قیود سے مفہوم ہوتا ہے کہ اِن قیود سے خالی ومجرد آیات واحادیث تمہارے نزدیک لایق عمل نہین ہین اور اِسمین اکثر ادلہ شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے ۔ اور بعض حضرات نے ضعیف احادیث وغیر صریح آیات کو پیش کردیا ۔ الغرض مطلوب ومقصود جواب کسی صاحب سے آجتک ادا نہ ہوسکا چنانچہ ضمیمجات اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۳۰۷ھ و ۱۳۰۸ھ اور جلد اول اشاعۃ السنہ مین اِس امر کی تفصیل موجود ہے ۔

اوہر تو یہہ مقصود حاصل ہوا اور اُدہر مقصود مقابلہ بحمدہ یہہ ماتہہ مین آیا (چنانچہ نمبر ۱ جلد ۴

† مسلم الثبوت کی شرح مین ہے ۔ قالوا (ای الحنفیہ) ان ثبت الطلب الجازم القطعی لفعلٍ غیر کف فالفرض ولفعل کف فالحرام الخ ۔

اشاعۃ السنہ مین بیان ہوا) اِسلئے اب اشاعۃ السنہ کو بحث والزام خاص خاص اشخاص سے اعراض وانقطاع پسند آیا اور اپنے اصلی فرض اشاعۃ السنہ (جس سے اُسکا نام وعنوان مشعر و مخبر ہے) بہمہ تن مصروف ہونا مناسب وضروری معلوم ہوا و بناءً علیہ یہہ **قرار پایا ہی** (چنانچہ نمبر ۱ جلد ۴) مین اسکا وعدہ بھی ہوا تہا) کہ **اصل اشاعۃ السنہ** مین اصول اسلام وبعض فروع مہمہ خصوصًا اُن اصول وفروع سے جنمین مخالفین اصول اسلام نیچریہ یا فلاسفہ وغیرہ کو نزاع وکلام ہے بحث ہوا کرے مگر اسمین کسی خاص شخص زید وعمر واحمد ومحمود کو مخاطب نہ کیا جاوے بلکہ بلا خطاب احدے مستقل طور پر اظہار حق عمل مین آوے اور اگر اسکی تائید مین! بطال قول باطل منظور ہو تو اسمین بھی کسی خاص شخص کا نام نہ لیا جاوے صرف اُس قول اور اُسکے ماخذ کو ذکر کرکے اُسکا ابطال قلم مین آوے اور اُسکے **ضمیمہ** مین معمولی مسایل فرعیہ اسلام کو جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین وارد ہین اور محدثین اہلسنت مین معمول ومروج ہین بیان کیا جاے اور اُسمین بھی مستقل طور پر بلا معارضہ ومقابلہ احدے بیان مسایل صحیحہ راجحہ ہو اور اگر اسکی تائید مین کسی قول مرجوح وضعیف کا ضعف بیان کرنا منظور ہو تو بلا ذکر نام قایل صرف اس قول اور اسکے ماخذ ومستند کا جواب قلم بند ہو ہان مقام موافقت ومطابقت مین ائمہ سلف کے اسماء واقوال کو ادب واحترام سے ذکر کیا جاوے +

اِس طرز بیان مین یہہ ضمیمہ کتب محدثین سلف (جامع ترمذی صحیح ابن حبان سنن ابی داؤد وغیرہ) کی نظیر ہوگا جو مسایل مرجح کو مستقل طور پر ذکر کرتے ہین پہر اُنکے معارض ومخالف مسایل کو بلا ذکر اسم قایل بیان کرکے ان کے ضعف پر متنبہ کر دیتے ہین - اور کثرت مسایل مین یہہ سب سے بڑہکر ہوگا کیونکہ جملہ مسایل صحاح ستہ وموطا امام مالک وغیرہ کتب متداولہ وموجودہ اِس دیار کا جامع ہوگا جسکے پاس یہہ ضمیمہ ہوگا اِسکو مسایل فرعیہ کے جاننے کے لئے غالبًا کسی دوسری کتاب حدیث سے کام نہ پڑیگا ہر چند پاس جامع بیان کے لئے یہہ حجم ضمیمہ جو فی الحال تجویز ہوا ہے کافی نہین ہے مگر جب اُسکی عمدگی وبہتری نے لوگون کے

دلون مین جگہہ پکڑ لی اور اُن کی رغبت اسکی طلب و خریداری مین زیادہ ہوگئی تو اِس حجم کا دہ چند ہوجانا کچھہ مشکل نہین ؛

اِن مسایل کے بیان اور اِس ضمیمہ کے اعلان سے (واللہ ثم باللہ ثم تاللہ) یہہ ہرگز مقصود نہین ہے کہ ہم کسی مذہب فروعی اسلامی حنفی یا شافعی) کا مقابلہ کرین اور اِس پر نکتہ چینی و عیب مبنی عمل مین لاوین اِس پر ہم خدا کو شاہد ٹھہراتے ہیں اور جیسی کوئی چاہے حلف اُٹھاتے ہین - بلکہ اِس سے ہمارا مقصود صرف مسایل حدیثیہ کا اظہار اور مذہب اہلحدیث (جو قدیم سے ہم پہلو مذاہب فقہا چلا آتا ہے) کا بیان و اشتہار ہے - پھر بھی اگر کوئی ہماری تحریر کو اپنے مقابلہ مین سمجھے اور اسکو اپنے مذہب کا ردّ و معارضہ خیال کرکے اسکے رد و جواب کے لئے مستعد ہو بیٹھے تو وہ جانے اور اسکا ایمان ؛

اِس مقصود پر جو ہمنے بیان کیا ہے ہمکو باعث و محرک وہی امر ہوا ہے جو امام محمد بن اسمعیل بخاری کو تالیف کتاب صحیح بخاری پر اور امام ابو عیسی ترمذی کو تالیف جامع ترمذی پر باعث ہوا ہے (یعنی لوگون کا بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا طالب و شایق ہونا اور ایسی کتاب کا جو اُن کو مراجعت اقوال مجتہدین سے فارغ کرے پایا نہ جانا) چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے کتاب بستان المحدثین مین سبب تالیف صحیح بخاری یہی بتایا اور فرمایا ہے سبب تصنیف این جامع صحیح اور اچنین شد کہ روزے در مجلس اسحٰق بن راہویہ حاضر بود یاران اسحٰق بن راہویہ گفتند اگر کسی توفیق یابد مختصرے در سنن جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجہ اعلی رسیدہ اند اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ و بے مراجعت مجتہدین بدان عمل نمایند این سخن در دل بخاری جا کرد و از ہمانوقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ شش لکھہ حدیث کہ نزد او بود انتخاب شروع کرد و آنچہ بسیار صحیح بود بر ہمان اکتفا نمود ؛

اِس باعث کا مقتضا زمانہ امام بخاری مین تو عربی زبان مین صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث

کی تالیف ہونیسے پورا ہو گیا تہا مگر اس زمانہ ناواقفی وجہالت مین اور ان بلاد عجم مین اُن عربی کتب کا وجود کالعدم ہے اور اس باعث کا مقتضا بدون تصانیف ہندی زبان کے پورا ہونا ممکن نہین ہے۔

اور نیز اُس زمانہ مین تو اس باعث کا وجود واثر محدود تہا اور بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا شوق وولولہ خاصکر امثال اسحٰق بن راہویہ کو ہوا ہوگا اس زمانہ مین اُسکا وجود واثر غیر محدود ہے کہ کس وناکس کو یہہ شوق وولولہ ہے۔

مجہے پنجاب وہندوستان بنگال ومدراس وغیرہ کے اکثر بلاد کی سیر وسیاحت کا اتفاق ہوا ہے مینے غالباً کوئی شہر وقریہ ایسا نپایا جسمین اکثر شایقین عمل بالحدیث کو نہ دیکہا ہو ان شایقین مین بعض تو اہل علم ہین جو کتاب وسنت مین پورے مہارت رکہتے ہین اور متون وشروح کتب حدیث کیطرف مراجعت کرسکتے ہین وہ اس شوق کے پورا کرنے مین پورے کامیاب ہین۔ وہ شب وروز درس وعمل کتاب وسنت مین مصروف ہین اور لوگون کو اتباع سنت کی دعوت کرنیمین مشغول انکے اور انکے اتباع کے حق مین آنحضرت نے یہہ بشارتین فرمائین ہین۔

من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ (رواہ مسلم)	جو کوی راہ ہدایت کیطرف لوگون کی رہنمائی کرتا ہے اسکو اُن لوگون کی مثل اجر ملتا ہے
مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدی والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکان منہا نقیۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منہا اجادب امسکت الماء فنفع اللہ بہا الناس فشربوا وسقوا وزرعوا قال رسول اللہ صلی اللہ	جس علم اور ہدایت کی ساتہہ خدا نے مجہے بہیجا ہے اُسکی مثال بڑی بارش کی سی ہی جو کہری (اور ستہری) زمین کو پہنچتی ہے تو طرح طرح کی گہاس اُگاتی ہے اور بعض زمین سخت ہوتی ہے تو وہ پانی کو بند رکہتی ہے جس سی لوگ نفع اُٹہاتی ہین پانی پیتی ہین اور لوگون کو پلاتے ہین اور

علیہ وسلم فذلک مثل من فقہ فی دین اللہ فنفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعَلِم وعلم۔

کہتی کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا یہہ اُس شخص کی مثال ہو جس نے خدا کی دین مین سمجھہ پیدا کی اور اسکو دین نے نفع دیا اُس نے خود بھی سیکھا اور لوگون کو بھی سکھایا۔

یہہ لوگ ہماری اِس تالیف جدید سے مستغنی ہین اور اپنے اتباع کو غنی کئے ہوئے ہین اونکے اور ان کے اتباع کے شوق عمل بالحدیث کے پورا ہونیکے لئے وہی کتب سلف (صحیح بخاری وغیرہ) کافی ووافی ہین اور بعض اِن شایقین عمل بالحدیث سے علم قرآن وحدیث اور اُسکے متعلقات سے بے علم ہین اور صحت وسقم الفاظ ومعانی نصوص سے محض بے خبر۔ عربی زبان سے اُنکو آشنائی نہین اور علمار حدیث تک (جنکا ذکر اوپر ہوا) اُنکو رسائی نہین۔ ہندی زبان مین کوئی ایسی کتاب جامع مسایل عبادات ومعاملات جو کسی محدث کی تالیف ہو اُن کے پاس موجود نہین اور تراجم ہندی وفارسی علمار منسوب بتقلید پر انکا اعتقاد واعتماد نہین اسلئے وہ اِس شوق کے صحیح طور پر پورا کرنے مین ناچار ہین اور اُسکے جذبہ مین مضطر وبیقرار۔

اِس ناچاری وبے قراری کی حالت مین جب وہ کسی مسئلہ مین کوئی سُنی سنائی حدیث نہین پاتے تو بحکم حدیث (انما شفاء العیّ† السوال) اپنے علمار کے آگے ہاتھہ سوال کا نہین پھیلاتے بلکہ اپنی رائے سے اجتہاد کر لیتے ہین یا اپنے جیسے بیعلم

† انداہین یعنی جہالت کا علاج سوال ہی ہے یہہ حکم آپنے اس موقع پر فرمایا کہ ایک شخص کو سر مین پتھر لگ کر زخم ہو گیا تھا اسی احتلام ہوا تو اس نے جو زخم کا لوگون سے مسئلہ پوچھا لوگون نے (اپنی عقل سے) کہدیا کہ تجھہ تیمم جایز نہین ہے پس وہ نہایا تو فوت ہوا آنحضرت کے پاس یہہ مقدمہ پیش ہوا تو آپنے آشفتہ ہو کر فرمایا خدا اُنکو ہلاک کرے انہون نے اسکو ہلاک کیا انہون نے (کسی اہل علم سے) پوچھہ کیون نہ لیا جب اُن کو علم نہ تھا۔ اُسکے آگے یہہ قول فرمایا۔ (دیکھو سنن ابوداؤد وغیرہ۔

مجتہدون کا اتباع کرتے ہین جو کسی علم دینی اور اسکے متعلق علوم مین مداخلت نہین رکھتے
علم صرف مین اونہون نے میزان نہین پڑہی - علم نحو مین مأتہ عامل نہین دیکھی حدیث
مین مشکوۃ بلکہ چہل حدیث بلکہ کوئی ایک حدیث اوستاذ سے نہین پڑہی قرآن کی ایک
آیت بامعنی کسی عالم سے نہین سیکہی صرف اُردو† عبارت ٹوٹی پہوٹی انکو پڑہنی آتی ہے -
پہر اِس بضاعت واستطاعت پر اونہون نے بعض نیم خام عربی دان طالب علمون کی
مدد سے تالیف وتصنیف کو شروع کر دیا ہے اور منصب افتا واجتہاد اختیار کر لیا ہے -
اِن بیچارے مجتہدون اور اُن کے اتباع عوام شائقین اتباع کے حال پر مثل ضعف
الطالب والمطلوب خوب صادق آرہی ہے اور اُن متبوعین کا مفتی ومصنف ومجتہد
بنجانا ایک علامت **قیامت** ہے جسکی پیشگوئی آنحضرت نے اس حدیث† مین کی
ہی جو ابو ہریرہ سے منقول ہی کہ آنحضرت ایک قوم سے باتین کر رہے تہے کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اُس
نے قیامت سے سوال کیا آنحضرت اپنی باتون مین لگے رہے جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ
سایل کہان گیا وہ بولا مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضایع ہونے لگے تو قیامت کا منتظر ہو
اُس نے عرض کیا امانت کا ضایع ہونا کس طرح ہی آپ نے فرمایا کہ جب کام نااہلون کے
سپرد ہو تو قیامت کا منتظر ہو (یعنی حکومت سپردِ ظالم ہو اور شہادت سپردِ دروغ گو اور

† ایسا تک نہین ہی کہ اُردو مین بھی بہت احادیث ومسایل اِس زمانہ مین پائی جاتی ہین اور اپنے عمل کے لئے کافی ہی مگر اوسون
کو فتوی دینے اور اجتہاد کرنیکے لئے ہنوز دلی دور ہی جن اصول وفروع کی تالیف واجتہاد مین ضرورت ہی
اور اُنکا جاننا تصنیف واجتہاد کے لئے شرط ہی اُردو مین اُنکا نام ونشان بہی نہین ہے -

‡ اس حدیث کی عبارت یہہ ہی **عن** ابی هريرة بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدث القوم
اذ جاءه اعرابي فقال متى الساعة فمضى رسول الله في حديثه حتى اذا قضاه قال اين السايل
قال ها انا يا رسول الله قال اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال وكيف اضاعتها قال اذا
وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة - رواه البخاري -

فتوی سپرد جہلا و علی ہذا القیاس) ایک اور† حدیث مین آنحضرت نے فرمایا ہے علم کا قبض ہونا (جو دوسری حدیث مین ارشاد ہوا ہے) اس طرح نہ ہوگا کہ لوگون کے سینون سی علم نکال لیا جاویگا ولیکن قبض علم علماء کی قبض (یعنی فوت ہو جانیسی) ہوگا یہانتک کہ جب خدا تعالی علماء کو باقی نہ چہوڑے گا تو لوگ جاہلون کو سردار یا امام بنالین گے پہر وہ ان سے مسایل پوچہین گے تو وہ بلا علم فتوی دینگے پس خود بھی گمراہ ہون گے اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے۔

یہہ آفت و علامت قیامت مسئلہ تقلید کے غلط معنی سمجہنے اور اسکو بے محل اور برے طور پر استعمال مین لانیسی پیدا ہوئی ہے۔

مسئلہ عدم جواز تقلید (جسپر ابتک ہمکو اور ہر محقق مذاہب اربعہ کو حق الیقین بلکہ عین الیقین ہے) کے صحیح معنی‡ یہہ ہین کہ اہل علم یا جنکو اہل علم سے صحیح طور پر علم پہنچی قرآن و حدیث کے مقابل مین کسی کی تقلید نہ کرین نہ یہ معنی کہ جن مسایل مین خود قرآن و حدیث کا علم نرکہین انمین بھی کسی اہلعلم کا اتباع و سوال نہ کرین اور کس و ناکس للو و کلو اپنی آپ مجتہد بن بیٹہین

† اس حدیث کی الفاظ یہہ ہین عن عمرو ابن العاص قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ رواہ الشیخان

‡ دیکہو معیار الحق چہاپہ قدیم لاہور ص۴۰۱ جسمین صاف لکہا ہے کہ تقلید مجتہدون کی عالم بالحدیث و بالقرآن کو وقت جانتے مسئلہ کے قرآن یا حدیث سی اس مسئلہ معلومہ مین نہ چاہئی اور رسالہ ثبوت الحق الحقیق تالیف حضرت مولانا و شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی جسکی اخیر مین صاف فرمایا ہی واضح ہو کہ جاہل ناواقف پر بمقتضائی آیۃ کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرہا من الآیات مسائل کا پوچہنا اور سیکہنا فرض و واجب ہی شرعا یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے کسی عالم اہل ذکر سے (خواہ ایک سی

اور لوگون کو اپنی رائے و اجتہاد سے فتوی دین (چنانچہ آجکل ہو رہا ہے اور مجتہدین بلا علم اسپر عمل ہے۔ کس ناکس صاحب افتا، و اجتہاد ہے و اتباع علماء سے آزاد ہے۔

یہہ حال دیکھہ کر مینے محض بنظر صیانت دین و نصیحت قسم ثانی متبعین اِس تالیف و بیان مسایل کتاب و سنت کا قصد کیا ہے اور حسبۃً اللہ اِس بھاری بوجھہ کو اپنے ذمہ لیا ہے شاید خدا تعالی اِس تالیف سے اُن متبعین سنت کی راہنمائی کرے اور اِس حیرانی و سرگردانی و آزادی و مطلق العنانی سے اُنکو بچائے۔

اِس امر کا خیال مجھے عرصہ پندرہ سال سے تہا مگر ساتھہ ہی اِس کے اپنی قلت استطاعت و کمی بضاعت کا خیال اس سے مانع بھی ہوتا تا

کہ یہہ منصب عالی امثال بخاری و مسلم وغیرہ ایمہ حدیث کو تہا پھر اِن کے بعد علماء قرون متوسطہ کو حاصل ہوا جنہون نے متون حدیث کی شروح مین اپنی عمر کو خرچ کیا آخر قرون متاخرہ خصوصًا بلاد ہندوستان مین یہہ منصب امثال حضرت شاہ ولی اللہ کو تہا اور اُنہی پر ختم ہوا۔ ہمارا یا ہمارے اقران و امثال علماء کا یہہ منصب کہان ہے، کہ اِس میدان مین قدم رکھین اور اس مہم کو فتح کرین مگر جب دیکھا کہ اس سکوت و توقف علماء مین اور کام بگڑنے لگا عہدہ تصنیف و افتاء

پوچھہ لے یا دوسرے) یہہ عبارتین اِسلئے نقل کی گئی ہین کہ اس غلط فہمی عوام کا قصور لوگ ہمارے ذمہ نہ لگا دین اور یہہ بھی نہ کہنے لگین کہ پہلے خود ہی عوام کو آزادی و خود اجتہادی کا فتوی دیا ہے اب برخلاف اسکے لوگون کو مقلد بنانا چاہتے ہین۔

عبارات معیار و ثبوت الحق الحقیق صاف و صریح طور پہ ناطق ہین کہ عوام کو کسی نہ کسی عالم کا اتباع ضروری ہے آزادی و خود اجتہادی جایز نہین ہے۔ با اینہمہ کوئی اجازت آزادی و خود اجتہادی عوام کو ہمارے ذمہ لگا دے اور ہماری تقریر حال کو مخالف بیان سابق قرار دے تو اسکا کچھہ جواب نہین ہے۔

کو خالی دیکھکر بے علمون نے سنبھال لیا اور منصب اجتہاد کو اپنے لئے تجویز کرکے اجتہاد شروع کردیا اور مضمون حدیث مذکور (وسد الامر الی غیر اھلہ) صادق آنے لگا اور مفہوم شعر (پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ۔ بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست) نے جلوہ دکھایا تو ناچار اسی بضاعت و استطاعت پر کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضروری معلوم ہوا اور یہ خیال آیا کہ علماء کی قلت بھی اُن لوگون کے نسبت کثرت ہے اور جو بضاعت و استطاعت خدا نے علماء کو دی ہے وہ اُن لوگون کی بضاعت و استطاعت سے بدرجہا بڑھکر ہے لہذا جو علماء کی قلم سے نکلیگا وہ ان لوگون کے اجتہادات سے بدرجہا برتر ہوگا ٭

اِس خیال و امید سے ہمنے اس تالیف کا قصد کیا ہے اور حق تعالی سے امید ہے کہ وہ اِس کار خیر مین ہماری مدد کریگا اور ہماری اِس تالیف مین برکت دیگا اور اسکو اپنے دین کی حمایت اور عام متبعین کی ہدایت کا سبب بنائیگا وہ مجتہدین اس سے نہ سنبھلے نہ سہی لیکن متبعین عامہ شائقین عمل بالحدیث (**چند اعتراض اور اُن کے جوابات**) تو سنبھل جائینگے اور آزادی شاید ہمارے معاصرین علماء (جو تقلید کو تحقیق و استدلال پر ترجیح دیتے ہین) ہمارے اِس عذر و تدبیر پر یہہ **اعتراض** کرین کہ آزادی و خود اجتہادی عوام کا علاج یہ نہین ہے جو تمنے تجویز کیا ہے بلکہ علاج اسکا یہ ہے کہ لوگون کو قطعًا عمل و استدلال قرآن و حدیث سے روک دیا جاوے اور تقلید مذہب و کتب سابقین کی تاکید ہدایت و وصیت عمل مین آوے اور یہ سمجھا یا جاوے کہ جو مسایل کتب سابقین (ہدایہ و شرح وقایہ و منہاج) وغیرہ مین مذکور ہین یہہ سب کے سب سراسر مطابق و موافق قرآن و حدیث ہین ۔ ہماری سمجھہ مین اُن کے دلایل نہ آوین تو کیا ہے ؟ اِسلئے ان کتابون کے مسایل کی تفتیش و تفحص اور اُنمین چون و چرا جایز نہین ۔ ہے اور بلا تردد و استفسار اُنپر عمل کرنا واجب ہے ۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اِس علاج کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو اِس زمانہ آزادی و خود اجتہادی مین یہ کارگر نہین ہے ہمارے یا آپ لوگون کے کہنے سے کبھی وہ لوگ

(79)

تقلید اختیار نہ کرینگے۔ ہم کیا ہین ہمارے اور آپ کے اکابر متاخرین و متقدمین دوبارہ دُنیا مین آوین اور اُن لوگون کو اتباع و طلب دلیل سے ہٹاوین اور بلا دلیل پیروی اُن کُتب کی تاکید فرماوین تو بہی وہ لوگ نہ مانینگے۔ اِس زمانہ آزادی مین ایسے لوگون کا ایک یہی علاج ہے کہ جس مسئلہ مین اُنکو خطا و غلط کار پر پاوین اور اُنکو حق پر لانا چاہین اُسکی سند و دلیل قرآن و حدیث سے نکالکر اُنکے سامنے پیش کردین اور اُس سند کے زور سے انکو خود رائی سے ہٹاکر پابند سُنّت کرین ؛

(۲) اِسپر اگر وہ علماء یہ **اعتراض** کرین کہ اِس صورت مین لازم تہا کہ کسی مذہب (حنفی یا شافعی) کے کسی کتاب فقہ ہدایہ یا منہاج) کے مسایل کو اسی طرز استدلال پر قرآن و حدیث سے ثابت کیا جاتا اور اُن لوگون کو اُنہی مذاہب و کُتب کی تقلید و اتباع پر قایم کیا جاتا نیا مذہب محدثین قایم کرنا اور قرآن و حدیث کی تائید سے اُس کو رواج دینا کیا ضرور تہا ؟۔

اسکا **جواب** یہ ہے کہ مذہب محدثین نیا تو نہین بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے اور کتب فقہ و مذاہب میں اِسکا ذکر موجود ہے جہان اہل رائے و اجتہاد کا ذکر پاؤگے وہان اہل ظاہر و اصحاب الحدیث کا ذکر بہی ضرور دیکھوگے۔ اور نیز کوئی قول اُنکا ایسا نہ دیکھوگے جسمین کسی نہ کسی مجتہد کا توافق نہ پاؤگے اور نیز تدوین و تالیف کُتب اس مذہب (صحیح بخاری جامع ترمذی وغیرہ) کی بہی آج نہین ہوئی بلکہ اکثر کتب فقہ سے پیشتر ہو چکی ہے رہا یہہ کہ ہم نے اِس مذہب کی تائید و بیان کا کیون التزام کیا اور مذہب حنفی یا شافعی کی تائید و ترویج پر کیون اکتفا نکیا۔ **اِسکی وجہ** ایک یہہ ہے کہ ہمارے اعتقاد و خیال مین (گو دوسرون کے نزدیک نہو) مذہب محدثین کو اور مذہب پر ترجیح ہے اور **دوسری** یہہ کہ جن لوگون کے عمل و فہمایش کے لئے ہم نے اِس تالیف و بیان کا قصد کیا ہے اُنکے نزدیک بہی یہی مذہب مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق ہے **لہذا** ہم تائید مذہب حنفی یا شافعی سے عاجز و معذور ہین اور مذہب اہلحدیث کی تائید و ترویج مین مجبور ہین

جو لوگ اُن مذاہب کو مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق سمجھتے ہین وہ اُن مذاہب کے مسایل کو اسی طور سے مدلّل فرما دین اور لوگون کو اُن مذاہب کیطرف بلا وین۔ **الغرض** بے دلیل بات کہنی اور مجرد فتوی لگا دینے کا اب وقت نہین رہا ہے مذہب کو کوئی مرجح و مدلل سمجھے اُسکی ترویج و بیان کے لئے اسی صورت کی ضرورت ہے جو ہمنے تجویز کی ہے۔

(۳) اسپر شاید وہ یہہ **اعتراض** کرین کہ مذہب محدثین کوئی شخصی مذہب نہین ہے بلکہ جو قول ظاہر حدیث و قرآن کے موافق ہو وہی مذہب محدثین ہے (بخاری کا ہو خواہ مسلم کا امام احمد کا ہو خواہ اسحاق یا امام شافعی کا) چنانچہ ترمذی اپنی جامع مین جابجا† اقوال امام احمد و اسحاق و شافعی کو نقل کرتا ہے اور اُن سب کو قول اصحابنا (یعنی مذہب اہلحدیث) سے تعبیر کرتا ہے۔ پس اس مذہب مرکب محدثین کی ترویج سے پابندی مذہب شخصی جاتی رہیگی اور وہی آزادی (جسکو غیر مقلدی‡ کہا جاتا ہے) پھیلیگی +

اِسکا **جواب** یہہ ہے کہ اِس مذہب مرکب محدثین کی تعمیل و ترویج سے آزادی و غیر مقلدی تو ہرگز متصور نہین کیونکہ اسمین بھی آیہ و حدیث اور کسی نہ کسی امام کی پیروی تو ضرور ہی کرنی پڑے گی پھر یہ آزادی و غیر مقلدی کیونکر ہوئی **ہان** اس سے شخصیت مذہب بیشک جاتی رہیگی مگر اسکی قباحت و بُرائی ہماری سمجھہ مین ابتک نہین آئی جب ہمارے احباب علماء اہل تقلید ہمکو پیروی شخصی مذہب کی ضرورت سمجھا دین گے تو ہم اسی قلم اور اسی زبان سے (جس سے مذہب محدثین کی ترویج کرتے ہین) کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کی ترویج و تائید شروع کر دین گے واللہ علی ما نقول وکیل وکفی باللہ وکیلا وکفی باللہ شہیدا۔ **ابتک** تو ہم یہی سمجھتے ہین کہ کسی مذہب شخصی (حنفی یا شافعی کی پیروی کسی پر واجب نہین ہے اور اِس شخصیت سے ہر ایک کو قدرتی و شرعی آزادی

† دیکھو صفحہ ۴۶ وغیرہ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹھ ۱۲۸۶ ہجری ‡ یہ معترض کا قول ہے ہم اپنی طرف سے

حاصل ہے۔

اول تو خدا ورسول نے قرآن وحدیث مین کسی خاص مذہب یا خاص شخص کی پیروی کا حکم نہین فرمایا چنانچہ بیسون علماء اصولیین وفقہا حنفیہ وشافعیہ نے بہ تصریح بیان کیا ہے پھر آنحضرت کے اصحاب وخلفا نے کسیکو شخصی اتباع کا حکم نہین دیا اور اس زمانہ صحابہ مین کسی شخص نے کسی امام یا خلیفہ کا شخصی اتباع نہین کیا چنانچہ امام قرافی† نے اسپر اجماع نقل کیا ہے پھر آیمہ مجتہدین نے کسی کو اتباع اپنے مذہب یا کسی

† شروح تحریر ابن الہمام تالیف ابن امیر حاج وسید بادشاہ ومسلم الثبوت وشروح مسلم ومغنتم وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالے ورسولہ ولم یوجب اللہ ورسولہ علی احدٍ ان یتمذھب بمذھب جل مزالائمۃ ترجمہ واجب نہین مگر جو خدا ورسول واجب کرین اور خدا ورسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ کسی ایک امام کا مذہب اختیار کرین اور میزان الکبریٰ شعرانی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۳ مین امام ابن عبد البر سے منقول ہے۔ لم یبلغنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر احدًا من الائمۃ بالتزام مذھب معین لیرے خلافہ ترجمہ ہمکو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پونہچا کہ آنحضرت نے کسیکو حکم دیا ہو کہ وہ ایک مذہب کو لازم کرلے جسکا خلاف صحیح نہ سمجھے۔ اور شرح عین العلم وسلم القوارض تصانیف ملا علی قاری اور قول سدید ابن الملا فروخ کی حنفی مین ہے۔ ان اللہ سبحانہ ما کلف احدًا ان یکون حنفیًا او شافعیًا او حنبلیًا او مالکیًا بل کلفھم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جھلاء۔ ترجمہ خدا پاک نے کسی ایک کو حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی ہونیکا حکم نہین دیا بلکہ عالم ہون تو بستدلال کتاب وسنت عمل کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر جاہل ہون تو علماء کی پیروی کرنے کا۔

مسلم ومغنتم ومیزان کبریٰ وناظورۃ الحق وغیرہ مین ہے قال القرافی بعقد

اور مذہب کا ارشاد نہین کیا اور نہ انکے زمانہ مین کسی نے کسی ایک امام کا خاصکر اتباع کیا ہے اس پر بہی بہت سی علماء نے اجماع ہو جانیکا صراحۃً یا اشارۃً دعوی کیا ہے ہان قرون

بقیہ حاشیہ دوم

الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ علی من استفتی ابابکر وعمر وقلدھما فلہ ان یستفتی اباھریرۃ ومعاذ بن جبل۔

ترجمہ قرافی نے کہا ہے اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو وہ علماء مین سے جسکے چاہے بے روک ٹوک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہوا ہے کہ جو ابوبکر صدیق وعمر فاروق سے فتوی لیتا اور اسکی تقلید کرتا اسکو جائز تہا کہ وہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل سے فتوی لے اور اُن کی تقلید کرے۔

تیسرا حاشیہ

میزان کبرے کے اسی صفحہ مین ہے۔ قال ابن البر لم یبلغنا عن احد من الائمۃ انہ امر اصحابہ بالتزام مذہب معین لا یری صحۃ خلافہ بل المنقول عنہم تقریرھم الناس علی العمل بفتوی بعضھم بعضا لانہ کلھم علی ھدی من الیھم ترجمہ ہمکو کسی امام سے یہہ بات نہین پہنچی کہ اُس نے اپنے صحبتیون کو کسی مذہب معین کو لازم پکڑنے کا حکم جسکا خلاف کرنا وہ صحیح نہ سمجہے دیا ہو بلکہ اُن سے یہی منقول ہے کہ انہون نے ایک کو دوسرے کے فتوے پر عمل کرنے کو قایم وثابت رکہا ہے کیونکہ اِن کے نزدیک سبہی امام خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین +

چوتھا حاشیہ

کتاب القواعد کبرے تالیف شیخ عزالدین بن عبد السلام مین ہے (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ وانتباہ وعقد الجید مین نقل کیا ہے) لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذہب ولا انکار علی احد من السائلین الی ظہرت المذاہب ومتعصبوھا من المقلدین ترجمہ ہمیشہ سے لوگ بلا قید مذہب جس عالم سے اتفاق ہوتا مسئلہ پوچہہ لیتے اور کوئی انکو اس سے نہ روکتا یہان تک کہ مذاہب اور اُن کے متعصب مقلد پیدا ہوئے (وہ متعصب روک ٹوک کرنے لگے) میزان کبرے کے صفحہ ۱۷ مین کہا ہے "امام ابو محمد جوینی نے کتاب محیط تصنیف کی ہے جسمین ایک مذہب کی روش اختیار

متاخرہ مین شخصیت مذہب کا بلا دلیل شرعی کثر لوگون مین رواج ہو گیا تھا مگر اِس زمانہ مین وہ رواج بھی نہین رہا پہلے رواج کو دوسرے رواج نے اُٹھا دیا ہے پس ہماری تالیف و بیان مین اِس شخصیت مذہب کا التزام و لحاظ نہین رہا تو کونسا محل اعتراض ہے ؛

نہین کی اور کہا کہ شیخ امام فقیہ محدث مفسر اصولی شیخ عبدالعزیز دیرینی اور شیخ الاسلام عزالدین بن جماعہ اور شیخ علامہ شہاب الدین برنسی اور شیخ علی نبتیتی (امام شعرانی کا شیخ) چارون مذاہب کے لوگون کو فتوی دیا کرتے تھے۔ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بہت بڑی جماعت عُلماء سے نقل کیا ہے کہ وہ چارون مذاہب پر لوگون کو فتوی دیتے۔ خاصکر عوام کو جو کسی مذہب معین کے پابند نہین ہوتے اور کسی مذہب کے اصول و اقوال کو نہین جانتے۔" اور صفحہ ۳۷ مین کہا ہے کہ شیخ عبدالعزیز دیرینی نے کتاب **الدرر الملتقطہ فی المذاہب المختلفہ** تالیف کی ہے جسمین چارون مذہب پر فتوی دیا ہے اور صفحہ ۴۳ مین اُن ایمہ اور اکابر کا نام لیا ہے جنہون نے ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے وہ اکابر یہ ہین (۱) شیخ عبدالعزیز خزاعی پہلے مالکی تھے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو اُن کے تابع ہو گئے (۲) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم پہلے مالکی تھے جب امام شافعی مصر مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۳) ابراہیم بن خالد بغدادی پہلے حنفی تھے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۴) ابو ثور پہلے اپنا مذہب مستقل کہتے تھے پھر شافعی ہو گئے۔ (۵) ابوجعفر ترمذی (ابوعیسی ترمذی صاحب جامع ترمذی نہ سمجھ لینا) پہلے حنفی تھے پھر شافعی ہو گئے (۶) ابوجعفر طحاوی پہلے شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے (۷) امام مشہور خطیب بغدادی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے (۸) ابن فارس مصنف کتاب مجمل در علم لغت پہلے شافعی تھے پھر مالکی ہو گئے (۹) سیف الدین آمدی اصولی مشہور حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے (۱۰) نجم الدین بن خلف مقدسی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے (۱۱) محمد ابن ابان نحوی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہوئے پھر حنفی ہو گئے۔ (۱۲) امام مشہور تقی الدین بن دقیق العید پہلے مالکی تھے پھر شافعی ہو گئے (۱۳) شیخ الاسلام کمال الدین بن یونس موصلی

ہمارے احباب معاصرین کو چاہیے کہ اِس زمانہ آزادی وخود اجتہادی مین ثبات وقیام تقلید شخصی کی حرص نکرین مطلق تقلید ہی کی خدا سے خیر مانگین اور اِسی کے قایم رہنے کو غنیمت سمجھکر اسمین جہانتک وسعت ہو کوشش کرین۔

اِس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا (خدا اُسکے طوفان سے بچاوے) چل رہی ہے کہ اصل اصول اسلام پر لوگ نکتہ چینیان کر رہے ہین اور تفاصیل حشر ونشر وبعثت ونبوت واحکام حلت وحرمت کی عقلی دلایل پوچھتے ہین اور یہہ باتین نہ صرف اہل اسلام مین پائی جاتی ہین بلکہ غیر مذہب وملت عیسائی ہنود وغیرہ) کے نوخیز مجتہدین اور محققین سے بھی یہی باتین

پہلے حنبلی پھر شافعی (۱۴) امام ابوحیان پہلے اہل ظاہر سے تھے پھر شافعی ہوگئے۔ اِن تفاصیل سے امام شعرانی نے یہ جتایا اور بتلایا ہے کہ ایک مذہب کا التزام نہ کرنا زمانہ مجتہدین سے لیکر امام شعرانی کے زمانہ تک ایسا متفق علیہ علماء قدیم وجدید چلا آتا ہے کہ اُسکو سبیل المومنین کہا جاسکتا ہے جسکا خلاف کرنا بحکم آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ جایز نہین ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین اِس تفصیل سے یہی مطلب نکالا اور کہا ہے ونقل کشیخ عبد کو بھا عن جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاہب انہم کانوا یعملون ویفتون بالمذاہب من غیر التزام مذہب معین من اصحاب المذاہب الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامہ ان ذلک امر لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا حتی صار بمنزلۃ المتفق علیہ فصار سبیل المومنین الذی لا یصلح خلافہ ترجمہ اسکا وہی ہے جو نقل عبارت سے پہلے کہا گیا ہے اور طوالع الانوار حاشیہ الدر المختار تالیف شیخ عابد حنفی مین ہے ووجوب تقلید مجتہد معین لا حجۃ علیہ لا من جھۃ الشرع ولا من جھۃ العقل کما ذکر الشیخ ابن الہمام من الحنفیۃ فی فتح القدیر وفی کتابہ المسمی بتحریر الاصول وبعدہ وجوبہ صرح الشیخ ابن السبکی فی مختصر منتہی الاصول من المالکیہ والمحقق عضد الدین من الشافعیۃ وذکر امیر الحاج فی التحبیر شرح التحریر ان القرون الثلاثۃ اجمعوا علی انہ لا یجب لحاکم ولا مفتٍ تقلید رجل واحد بعینہ لا یحکم

(۸۱)

سنتے مین آتی ہین - پھر ایسے وقت تحقیق مین آئمہ فروع کی تقلید شخصی کو کون پوچھتا ہے اور کسی خاص شخص کے بلا دلیل پیروی کو کون قبول کرتا ہے -

پس اگر علماء کو نصیحت (خیر خواہی) و حمایت اسلام کا ادعا ہے تو تقلید شخصی کے جھگڑون کو یک لخت چھوڑ دین اور جس مذہب اسلامی کو حق سمجھتے ہین اسکے حق ہونے کے دلایل عقلی و نقلی لوگون کو سنا دین اور اس ہوا تحقیق سے بچاؤ کے لئے کوئی اوٹ و آڑ بنا دین اور جن سے خود یہہ کام نہ ہو سکے وہ اُن لوگون سے جو اس کام مین لگ رہے ہین موافقت کرین انکی مزاحمت اور معارضہ کے لئے مستعد نہ ہو جاوین جس مذہب

---

(۱) ولا یفتی فی شیء من الاحکام الا بقولہ ترجمہ مجتہد معین کے تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہین نہ شریعت کی طرف سے نہ عقل کے چنانچہ حنفیون مین سے شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر و تحریر مین ذکر کیا ہے اور مالکیون مین سے شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول مین اور شافعیون مین سے قاضی عضد نے اور ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر مین کہا ہے پہلے زمانون کے لوگون نے اسپر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ کسی حاکم و مفتی کو ایک ہی شخص کا مقلد رہنا اس طور پر کہ کسی مقدمہ مین بجز قول اس شخص کے کسی اور کے قول پر فتوی و حکم نہ دے جایز نہین ہے، یہہ دعوی اجماع و اتفاق ہمنے بہت کتب اصول جیسے شروح تحریر شروح مسلم - شروح مختصر الاصول - مغتنم الحصول - تقریر الاصول - عقد الفرید شرح بلالی حنفی انتباہ - و حجۃ اللہ تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ مین پایا ہے مگر خوف تطویل سے ان دو تین کتابون کی نقلون پر اکتفا کیا -

التماس

اِن چارون حواشی کے بیان سے تقلید مذہب معین کو واجب نہ سمجھنے مین ہماری معذوری و مجبوری سامعین و ناظرین کو واضح ہو گی - و مع ذلک قائلین وجوب تقلید مذہب معین کی خدمات بابرکات مین بڑے ادب و خلوص کے ساتھ التجا و التماس کیجاتی ہے کہ اگر ہمارے ان مکالمات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(حنفی یا شافعی یا اہلحدیث) کو کوئی دلیل سے ثابت کرنا چاہے اور لوگون سے اِس مذہب کو تسلیم کراوے اسی مذہب کے ثبوت و تسلیم کو غنیمت جان لین اور اسکو ثبوت و تسلیم اسلام شمار کرین اور یہہ خیال کرین کہ دین اسلام اِن سب مذاہب اسلامیہ کا مجموعہ ہے پس جو مذہب منجملہ ان مذاہب کے ثابت ہوگا اُسی سے ثبوت اسلام متصور ہے اور جس مذہب کا اِن مذاہب سے رد و ابطال ہوگا اُسی مین رد و ابطال ایک جزو اسلام کا پایا جاویگا اور اگر سب مذاہب اسلامیہ ایک دوسرے کی رد مین متوجہ ہون گے تو مجموعہ اسلام باتفاق مجموعہ اہل اسلام رد ہو جائیگا والعیاذ باللہ +

بھائیو اِن باتون کو خیال مین لاؤ اور باہمی جھگڑے چھوڑ کر جس مذہب کو حق سمجھتے ہو اسکا ثبوت بلا مزاحمت دوسرے مذاہب اسلامی کے بہم پہنچاؤ اور وصیت خداوندی کی اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا - ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم کو عمل مین لاؤ

تقلید کا تشبیہ ۴ دستندات کی برخلاف کسی صاحب کے خیال مین کوئے دلیل وجوب تقلید مذہب معین ہو تو خدا کے لئے ہمکو اسپر آگاہ فرماوین اور ہماری معذوری و مجبوری کو اٹھاوین ہم بکمال شکرگذاری اِس دلیل کو بسر و چشم قبول کرینگے اور اُس دی و محسن کے بال بال سے گردیدہ و ممنون احسان ہون گے - ہم آجکل اِس دلیل کی تلاش رکھتے ہین اور تقلید مذہب معین کو اِس زمانہ آزادی مین دل سے چاہتے ہین اور اپنی عقل و خیال سے پسند کرتے ہین اور اِس مرض آزادی کے لئے اِسکو عمدہ علاج سمجھتے ہین مگر افسوس ! پھر افسوس !! ہم اسپر کوئی شرعی سند و دلیل نہین پاتے اِسلئے لوگون پر اسکے وجوب کا حکم نہین لگا سکتے اور اِس آزادی کا وہی علاج متعین سمجھ بیٹھے ہین جسکے عمل و بیان کے درپے ہین - اگر کوئی خدا کا پیارا ہمکو تقلید مذہب معین کی دلیل شرعی بتادے تو ہم بشکرگذاری اُسکو قبول کرینگے اور اِس مرض آزادی کے علاج کے لئے تقلید مذہب معین کو اکسیر سمجھ کر اُسکے اثبات مین اپنی قوت و اوقات کو خرچ کرین گے اور اس مشکل علاج کو جو ہمارے سر پر جبل عظیم کا سا بوجھ ہے فوراً ترک کر دین گے - ناظرین با تمکین و منصفین اہل دین سے

آیندہ اختیار ہے ؎ ہر کسی مصلحتِ خویش نکو میداند +

اَب ہم اصل مطلب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور اسمیں خدا تعالی سے توفیق چاہتے ہیں مگر وہ مطلب ایک **مقدمہ** کے بیان پر موقوف ہے جسمین منشاء اختلاف مذاہب کا بیان کرنا اور چند شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب دینا۔ اور چند اصلاحات واصول اہلحدیث کا بیان کرنا مدنظر ہے۔

منشاء **اختلاف** کے بیان سے غرض ومفاد دو امر ہین۔ **ایک** یہ کہ ہمارے بہائی تیز متبعین وتازہ مجتہدین محتہدین سابقین سے سوءظنی چھوڑدین اور دیدہ دانستہ مخالفت نصوص کا اُن پہ گمان نہ رکھین۔ اور یہ اعتراض نہ کرین کہ جس حالت مین آحادیث صحیحہ نبویہ دفاتر دواوین سنت مین موجود اور آفاق مین مشتہر ہوچکے ہین تو پھر بعض آئمہ نے بعض احادیث کا عمل کیون ترک کیا ہے۔ **دوسرا** یہ کہ ہمارے بہائی مقلدین مجتہدون کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنے کو اُن احادیث کی بے اعتبار وناقابل عمل ہونے کی دلیل نہ سمجھ لیں اور اس خیال سے اُن احادیث کے برخلاف تقلید مجتہدین کو واجب نہ جانین بلکہ یہ یقین کرلین کہ مجتہدین کا اُن احادیث پر عمل نہ کرنا ایسی اسباب سے بھی ہوا ہے جو ہمارے وقت آمدہ حق مین متحقق نہین ہین لہذا اُن احادیث پر عمل نہ کرنے مین مجتہدین معذور تھے ہم معذور نہین ہین۔

پس واضح ہو کہ بیان منشاء وسبب اختلاف آئمہ بہت سی کتابون مین ضمنا پایا جاتا ہے،

امید ہے کہ میری اِس التماس کو حسن ظنی سے قبول فرماکر مجھے اِس بیان وخیال مین خطا پہ پاوین تو بیان حق بادلیل سے میری رہنمائی کرین اور اگر اُسکو حق پاوین اور اُسکے خلاف کا اثبات نکرسکین تو میرے خیال کی موافقت وتائید مین قلم اٹھاوین یہ نہ ہوسکے تو سکوت ہی عمل مین لاوین مجادلین زمانہ کی طرح میرے رد وجواب کے درپے نہ ہوجاوین۔ مین کسیکے رد وجواب کے درپے نہین ہون میری کلام کو خود بخود اپنا رد وجواب قرار دیکر مجھسے جھگڑا لڑائی شروع نہ کردین۔ آیندہ توفیق منجانب اللہ۔

مگر مستقل طور پر اس امر کا بیان تین رسالون میں میری نظر سے گزرا ہے اول رسالہ **رفع الملام** عن الائمۃ الاعلام تالیف شیخ ابن تیمیہ حنبلی رح دوم رسالہ **الانصاف** فی بیان اسباب الاختلاف تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح جسکا ماحصل آپنے حجۃ اللہ البالغہ مین بیان کیا ہے) سوم رسالہ **ایقاف** علی سبب الاختلاف تالیف شیخ محمد حیات مہاجر مدنی رح۔

اِن سب مین رسالہ ایقاف نہایت مختصر ہے اِسلئے اِسمقام مین اُسکا لفظ بلفظ نقل کرنا مناسب نظر آیا ہے اِسمین خلاصہ رفع الملام آجائیگا اِسکے بعد خلاصہ کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی۔ مصنف ایقاف فرماتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی قسم بحکمتہ الاحلام فی الانام وجعلھم مختلفین فی الافھام واصلی واسلم علی سید الکرام وآلہ وصحبہ الی یوم القیام اما بعد فھذہ ایقاف علی سبب الاختلاف اعلم ان اللہ تعالی اصطفی من خلقہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وجعل بینھم وبینہ رسلا وعلمہ کل ما یتعلق بالدین الذی بعث بہ وکان اصحابہ الذین اختارھم اللہ لصحبتہ ونصرۃ دینہ مختلفین من جھۃ علومہ منھم المقل والمکثر علی قدر الاستعداد والفھم والملازمۃ۔

منزہ ہے وہ (خداوند تعالی) جس نے اپنی حکمت سے لوگونمین عقلون کو بانٹا اور انکو مختلف سمجھہ والے کردیا اور درود وسلام (آنحضرت) سب بہتر لوگون کے سردار پر ہو۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر قیامت کے دن تک۔ اسکے بعد یہہ رسالہ ہے ایقاف علی سبب الاختلاف تو جان لے بلاشبہ خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو اپنی مخلوق سے چن لیا اور اپنے بندون مین اور اپنے دین مین پیغامبر بنایا اور انکو سب کچھہ جو دین کے متعلق تہا تعلیم فرمایا اور آنحضرت کے اصحاب جنکو خدا نے آپکی صحبت اور آپکے دین کی مدد کے لئے چن لیا تہا آپکے دریا علوم سے چلو بھر تے تہے اپنی سمجھہ و قابلیت و صحبت کے اندازہ کے موافق

والناس في ذلك متباينون بونا عظيما
ولم يحط احد منهم بجميع معلوماته
بل ولا بجميع مقولاته اذ لا تحيط الانهار
بالبحور ولكنه صلى الله عليه وآله وسلم
ما مات حتى بلغ الى مجموع امته جميع
ما امر بتبليغه اليهم وكانوا متفرقين
الاوطان ومختلفة الامكنة والبلدان
وكان عند بعضهم من العلم ما ليس عند
غيره وكانوا يختلفون تارة في المعنى من
النص كما وقع لمن امرهم النبي صلى
الله عليه وآله وسلم ان لا يصلوا
العصر الا في بني قريظة فمنهم من
اخذ بظاهره ومنهم من اخذ
بتاويله ويختلفون تارة في الاستنباط
من النص بالقياس كما وقع لعمرو بن العاص

کوئی کم کوئی زیادہ - اسمین وہ آپسمین بڑا
فرق رکہتے انمین سے کسینے آپ کے سبہی
معلومات اور اقوال پر احاطہ نہ کیا کیونکہ
نہرین دریاون کو گہیر نہین سکتین ولیکن
ہنوز آنحضرت فوت نہ ہوئے تہے کہ جملہ امت
کو سبہی کچہہ جسکی تبلیغ کی وہ مامور تہے
پہنچ گیا وہ لوگ متفرق وطنون مختلف مکانون
وشہرون مین تھے انمین ایک کو وہ علم
ہوتا جو دوسری کے پاس نہ ہوتا - اور
کبہی وہ معنی حدیث مین اختلاف کرتے
جیسے ان لوگون کو اتفاق ہوا جنکو آنحضرت
نے حکم دیا تہا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ† ہی مین
پڑہین پہر کسینے اسکے ظاہری معنی لئے کسی
نے تاویل کی اور کبہی نص (آیہ قرآن یا حدیث)
سے استنباط کرتے مین اختلاف کرتی جیسے عمرو بن عاص

† بنی قریظہ قبیلہ یہود کا نام ہے جو آنحضرت صلعم کو بہت ستاتے اور ہمیشہ فتنہ وفساد برپا رکہتے تہے جب آنحضرت نے غلبہ وتسلط پایا تو انکو نواح مدینہ سے جلاوطن کر دیا - اسموقع پر جب انپر دہاوا کرنے کو نکلی تو یہہ حکم دیا پہر کسینے انمین سے اس حکم کے ظاہری معنی کا لحاظ کیا اور کہا کہ ہم راستہ مین نماز پڑہین گے اور کسینے اس حکم کی تاویل کی اور یہ بات کہی کہ اس حکم سے جلد پہنچنا مقصود ہے نماز مین تاخیر کرنا مقصود نہین ہے - پس نماز راستہ مین پڑہ لی جب آنحضرت کے پاس آئے تو آنحضرت نے کسی فریق کو سرزنش نہ کی - دیکہو صحیح بخاری -

حين تيمم من الجنابة فى شدة البرد
متلوا لقوله تعالى لا تقتلوا انفسكم وقال
فى غير ذلك ثم انتقل صلى الله عليه
وآله وسلم وقام مقامه وزيره
الاكبر وصديقه الافخر فكان رضى الله
عنه يعمل بالكتاب وما بلغه من سنة
وان لم يجد فيها شاور الصحابة فان
وجد عندهم قضاء اخذ به وقد فاتته
بعض الاحاديث والاقاس على ما فى
الكتاب والسنة او على احدهما
واخذ به۔

صحابی کو اتفاق ہوا جیکہ اونہون نے سخت
سردی مین جنابت سے تیمم کر لیا اور
کبھی اور امور مین اختلاف کرتے پھر آنحضرت
صلعم رحلت فرما ہوئے تو آپ کے قائمقام
وزیر اکبر اور صدیق افخر ہوئے تو آپ کتاب اللہ
اور حدیث رسول اللہ پر جو آپکو معلوم ہوتی
عمل کرتے ان دونون مین (اپنے نزدیک)
کوئی حکم نہ پاتے تو اور اصحاب رسول اللہ
سے مشورہ کیتے پس اگر اُن اصحاب شورے
کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اُسکو عمل مین
لاتے اور بعض حدیثین آپ کو معلوم ہی نہین ہوتین
اور اگر اُن کے پاس بھی کوئی حدیث نپاتے تو (کسی حکم) کتاب و سنت پر قیاس فرماتے +

مترجم کہتا ہی اس رسالہ مین جابجا اکابر صحابہ کے قیاس کرنیکا ذکر ہی اور بہت سی کتب حدیث مین انہی اکابر صحابہ سے
قیاس کے نفی و مذمت بھی مروی ہی چنانچہ شمہ ازان ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۵ نمبر ۱۵ پانزدہم مین ہم بیان کر چکے ہین ان آثار
نفی و مذمت کی نظر سے اصحاب ظواہر آثار مثبتہ قیاس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ جن مسایل کو ان اکابر نے بصورت قیاس بیان
کیا ہے اُن مسایل مین انکا اعتماد در اصل قیاس پر نہ تھا بلکہ اور دقیق استنباط کتاب و سنت پر تھا جسکو اُنہون نے
لایق سمجھہ مخاطبین نہ دیکھا اسلیے اُن مسایل کو سمجھہ مخاطبین کے موافق صورت دیکر بطریق قیاس مین بیان کیا اس تاویل
کی تائید مین وہ یہ نظیر پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے ایک عورت نے اپنی ماں کیطرف سے حج کرنیکا حکم پوچھا تو آپ نے
جواب دیا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہو تو اسکو تو ادا کریگی یا نہین اُسنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس آنحضرت نے فرمایا کہ خدا
کا حق بھی ادا کر اور وہ کہتے ہین کہ یہ حکم آنحضرت نے مخاطب کے سمجھانیکو بطریق قیاس مین بیان کیا ہی نہ یہ کہ درحقیقت آنحضرت نے
حج کا قرض پر قیاس رکھا ہی کیونکہ قیاس بوقت موجود ہونے نص کے ہوتا ہی اور آنحضرت کا کلام خود نص ہے جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے

ثم انتقل الی اللہ تعالی وقام مقامہ
الفاروق رض وکان یعمل بالقرآن والحدیث
وان لم یجد فیہا شیاء شاور الصحابۃ
فان وجد عندھم نصا اخذ بہ وقد
فاتہ بعض الاثار والا کان غالبا
او تارۃ یاخذ بقول الصدیق والا اجتہد
واستخرج اراء الناس فما راہ صوابا
اخذ بہ وقلما یخطئ فی رایہ ثم انتقل
الی اللہ تعالی وقام مقامہ ذو النورین
رضی اللہ عنہ فکان یاخذ بالکتاب
والسنۃ وقول الشیخین غالبا او تارۃ
ثم انتقل الی اللہ تعالی وقام مقامہ
زوج الزھرا رضی اللہ عنہما فکان یاخذ
بالکتاب والاثر والقیاس الانور وکان
الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم اعلم الناس
بالکتاب والسنۃ وافھمھم بھما وکانوا
یعملون بھما وکانوا یرجعون عن اقوالھم
وافعالھم اذا بلغھم الحدیث الذی
فاتھم وکانوا یختلفون فی بعض الفروع
ولم یقصروا فی اتباع الحق وتفرقوا
فی مشارق الارض ومغاربھا وجنوبھا

پہر آپنے انتقال کیا اور آپ کے قایمقام
عمر فاروق رض ہوئے وہ بہی قرآن وحدیث پر
عمل کرتے اور اگر قرآن وحدیث مین کوئی امر نپاتے
تو اور اصحاب سے پوچہتے اُن کے پاس کوئی حدیث
پاتے تو اسکو لے لیتے اور بعض حدیثین آپکو بھی معلوم نہین
ہوئین اور اگر کوئی حدیث اُن کے پاس بھی نپاتے
تو اکثر یا گاہی قول صدیق اکبر کو ہی عمل مین لاتے
ورنہ خود اجتہاد کرتے اور لوگون کی رائے بھی لیتے
پہر جس راء کو صواب سمجہتے اسپر عمل کرتے اور اپنی رائے
مین خطا کم کرتے پہر آپنے انتقال کیا تو آپ کے قایمقام
عثمان ذو النورین ہوئے وہ بہی کتاب وسنت پر اور غالبا
یا نادرا قول شیخین (صدیق رض وفاروق رض) پر عمل کرتے
پہر آپنے انتقال کیا اور آپکے قائمقام (علی مرتضی)
شوہر فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا) ہوئے تو آپ
بہی قرآن وحدیث وقیاس پر عمل کرتے اور سبہی صحابہ
کو قرآن وحدیث کا علم وفہم خوب تہا اور وہ سب
قرآن وحدیث پر عمل کرتے اور اپنے قول وفعل سے
رجوع کر لیتے جب اُن کو (اپنے قول وفعل کے مخالف)
کوئی حدیث پہنچتی جو پہلے نہ پہنچی تھی اور بعض
فروعات مین آپسمین اختلاف بھی رکہتے مگر امر حق
کے مان لینے سے قصور نہ کرتے وہ مشرق ومغرب وجنوب

وشمالها واخذ منهم العلوم اقوام
متفرقون ثم لا يزالون يقلون وكثر
الاختلاف بسبب اتباعهم الذين
اخذ منهم العلوم حتى انقرضوا
بالكلية۔
وقام مقامهم في الفتوى وغيره علماء
التابعين وزادوا في الاختلاف لاختلاف فهم
في العلوم والفهوم ثم قام مقامهم
علماء التابعين وزادوا في الاختلاف
وربما اتفقوا هم ومن قبلهم فيما
كان مختلفا فيه قبل فصار الامر الذي
يجتمعون عليه اجماعا عليه بعد ان كان مختلفا
فيه وكان في كل زمن وبلد خلق كثير
من اهل الاجتهاد والفتوى والحديث ونحوها
وكانت لهم مذاهب مختلفة وارآء متبددة
ووفق الله تعالى تلامذة الائمة الاربعة
واصحابهم فحفظوا مذاهبهم ودونوها ونشروها
حتى لم يبق من اتباع غيرهم الا اقل قليل
لحكمة يعلمها الله تعالى وندرست مذاهب

وشمال مین پہیل گئے تھے اور مختلف قومون
نے انسے علوم حاصل کی پھر اصحاب کم ہوتے
گئے اور اختلاف بڑھتا گیا اُن لوگون کی جہت
سے جنون نے اُن سے علوم حاصل کیا تھا یہانتک کہ وہ
بالکل تمام ہوئے۔
اور فتوی وغیرہ مین تابعین اُن کے قایمقام
ہوئے اور وہ اختلاف علم وفہم کے سبب
اختلاف مین بڑھ گئے پھر تبع تابعین اُنکے قایمقام
ہوئے تو وہ اختلاف مین اَور بھی بڑھ گئے اور بعض
مسایل جنمین پہلے صحابہ مین اختلاف تھا تابعین
وتبع تابعین کا اتفاق ہوگیا اور وہ امر اختلافی
اتفاقی بنگیا ہر زمانہ اور شہر مین بہت لوگ
صاحب فتوی وحدیث واجتہاد ہوگئے اور اُنکے
مذاہب مختلف اور ارا متفرق ہوگئی۔ خدا تعالی
نے آیمہ اربعہ کے شاگردون اور صحبتیون کو
توفیق دی تو اُنہون نے ان کے مذاہب
کو ضبط کیا اور اُنکی کتابین تصنیف کین اور
اون کو پھیلایا یہان تک کہ خدا کی حکمت †
جسکو وہی جانتا ہے اور مذاہب کے اتباع بجز اقل قلیل

† مترجم کہتا ہے کہ مذاہب اربعہ کی شہرت اور دوسرے مذاہب حقہ کی درست وندرت کی اصلی حکمت کا خدا
ہی کو علم ہوگا جیسا کہ مصنف نے کہا ہے مگر اسکا ظاہری سبب دنیاوی شوکت وریاست ہی علماء نے بیان کیا ہے

غيرهم فبقيت مذاهبهم معمولة وسبب الاختلاف اشياء كثيرة لا يمكن حصرها منها الاختلاف في العلوم والفهوم وكون النصوص قابلة للاحتمالات باعتبار الالفاظ والنظم والتركيب والسياق وغير ذلك

باقی نہ رہی وہ مذاہب بے نشان ہو گئے انہی چار کے مذاہب معمول و مروج رہے ان سب مذاہب کے اختلاف کے بہت سبب ہین جنکا حصر و شمار ممکن نہین ہے از انجملہ علمون کے اور سمجھون کا مختلف ہونا اور نصوص (قرآن و حدیث) کا الفاظ و نظم و ترکیب کے

کہ مذہب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور مذہب امام مالک علیہ الرحمۃ کا سبب اشتہار یہ ہوا ہے کہ ان مذاہب کے اکابر و اعیان کو قضاء و قرب حکام وقت حاصل تھا پس اس قرب و رتبہ کے ذریعہ سے اونہون نے انہی مذاہب کو پھیلایا جنکو اپنے اعتقاد مین برحق اور سنت کے مطابق سمجھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے ص۱۵۱ مین کہا ہے وکان اشهر اصحابه ذكرا ابو يوسف رح فولي قضاء القضاة ايام هارون الرشيد فكان سببا لظهور مذهبه والقضاء به في اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر **ترجمہ** امام ابو حنیفہ رح کے صحبتیون مین بڑے مشہور و معروف امام ابو یوسف تھے وہ ہارون رشید کے عہد مین قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور ہو گئے یہہ اُن کے مذہب کے ظاہر ہونے اور اُسکے موافق عراق و خراسان و ماوراء النہر کے اطراف مین قضا نافذ ہونے کا سبب ہوا اور حضرت شاہ عبد العزیز **بستان المحدثین** مین فرماتے ہین ابن حزم در جائے نوشتہ کہ این دو مذہب در عالم از راہ ریاست و سلطنت رواج و اشتہار گرفتہ اند مذہب ابو حنیفہ و مذہب مالک زیرا کہ قاضی ابو یوسف قضا کل ممالک بدست اورده از طرف او قضاۃ میرفتند پس بر ہر قاضی شرط میکرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید و در اندلس یحیی بن یحیی را نزد سلطان آنوقت بجدے مکنت و جاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی و حاکم بے مشورہ او منصوب نمیشد پس او غیر از یاران و ہمدمان خود را تولی نمی ساخت انتہی کلام ابن حزم۔ جناب شاہ صاحب نے اندلس مین مالکی مذہب کے رواج کا یہی سبب بتایا ہے کہ لوگ اندلس سے حج و زیارت مدینہ منورہ کے لئے آتے اور مدینہ مین امام مالک کی فضیلت اور بزرگی و وسعت علم کا حال سنکر اندلس مین

نقل الحافظ ابن القيم عن ابن حزم رحمهما
الله ما حصله انه قد يحفظ الانسان الحديث
فلا يحضره ذكره فيفتي بخلافه وقد
يعرض هذا في القرآن الآتي ان
عمر رضي الله عنه نهى ان يزاد
في المهر على عدد امهر النبي
صلى الله عليه وسلم حتى خرقت امراة
بقول الله تعالى وآتيتم احداهن
قنطارا فلا تأخذوا منه شيئا وقال كل احد
اعلم من عمر وكذلك امر برجم
امرأة ولدت لستة اشهر فذكره
علي رضي الله تعالى عنه بقوله تعالى
وحمله وفصاله ثلاثون شهرا مع
قوله تعالى والوالدات يرضعن اولادهن
حولين كاملين فرجع عن الامر
برجمها وهم ان بسطوا يعينه
بن حصن اذ جفا عليه حتى ذكر الحارث

لحاظ سے کئی معنون کا محتمل ہوتا وغیر ذلک حافظ
ابن القیم نے (امام) ابن حزم سے خدا دونون پہ
رحم کرے نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی انسان کو
حدیث یاد ہوتی ہے مگر فتوی دینے کیوقت اُسکا دھیان
نہین ہوتا پس وہ اسلئے حدیث کے برخلاف فتوی دیتا
ہے اور یہی امر کبھی قرآن کی نسبت پیش آتا ہے تو نے
نہین جانا کہ حضرت عمر نے ازواج مطہرات سے بڑھکر
مہر مقرر کرنے سے منع کیا تو ایک عورت نے آپکو خدا
کا یہہ قول کہ تمنے عورتون کو بہت مال مہر مین دیا
ہو تو ان سے واپس نہ لو یاد دلایا جس سے اُنہون نے
اپنا قول چھوڑ دیا اور (تواضعًا) یہہ بھی فرمایا کہ مجھ سے
سبھی لوگ علم مین زیادہ ہین اسیطرح حضرت عمر نے
ایک عورت کو جس نے چھ مہینے کا بچہ جنا تھا بعلت زنا
سنگسار کرنیکا حکم دیا تو حضرت علی مرتضی نے خدا کا یہہ
قول کہ بچے کا حمل اور دودھ پلانا ڈھائی برس ہوتا ہے معہ اس
قول کے کہ مائین اپنی اولاد کو دو برس دودھ پلائین
جو پورا دودھ پلانا چاہین یاد دلایا اور یہہ جتایا کہ پہلے تو

جانتے تو اس سے اندلس کے لوگ امام مالک کے معتقد و مقلد ہو جاتے اور جو مصنف رحمہ اللہ نے تصنیف
و تدوین کتب کی مذاہب اربعہ سے خاص کیا ہے یہ خصوصیت اکثر مذاہب کے نسبت صحیح ہے اس سے مذہب
محدثین مستثنی ہے اس مذہب کی تدوین مذہب مجتہدین کی تدوین سے پیشتر ہو چکی ہے جس نے
کتب حدیث کو دور سے بھی دیکھا ہوگا اسپر یہ امر مخفی نہ ہوگا۔

بن قیس بقول الله تعالی واعرض عن
الجاهلین وانکر موته صلی الله تعالی
علیه وسلم حتی قرع قوله تعالی انك
میت وانهم میتون فرجع عن ذلك
وقد کان علم الآیة ولکن نسیها لعظم
الخطب الوارد علیه وقد یذکر العالم
الدلیل ولکن یتاول فیه تاویلا
من خصوص ونسخ وغیرهما ولا شك
ان الصحابة رضی الله عنهم ما کان
کل واحد منهم یطلع علی جمیع ما
صدر عنه صلی الله علیه وسلم لاشتغالهم
بامر معاشهم واغراضهم فیحضر
عنده بعض دون بعض فلما مات
صلی الله علیه وسلم ولی ابوبکر
کان اذا جاءتهم القضیة ولیس
فیها نص سال غیره فان وجد نصا
تبعه والا اجتهد قد یکون فی تلك
القضیة نص عند غیر من کان حاضرا
عنده کما کان التیمم للجنب عند
عمار وغیره وغاب عن عمر وابن
مسعود وجواز المسح علی الخفین

چھ مہینے کم سے کم مدت حمل کا ذکر ہے پس اونہوں نے اس حکم
رجم سے رجوع فرمایا اور آپنی عینیہ ابن حصن پر جب اُس نے
آپ کی جناب مین گستاخی وسختی کی حملہ کرنا چاہا یہانتک
کہ حارث بن قیس نے خدا کا یہہ قول کہ جاہلون سے درگذر
کرو یاد دلایا تو آپ نے اس سے درگذر کیا اور آپ نے
(آنحضرت کے فوت ہوجانے کو تعجب سمجھکر) اس سے
انکار کیا یہانتک کہ ان کے سامنے یہہ قول خداوندی
(ای محمد) تو بھی مرنیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے
ہین پڑھا گیا تسپر اُنہون نے اس انکار واصرار سے رجوع
فرمایا یہہ آیت تو آپکو معلوم تھی ولیکن اس بھاری امر
(آنحضرت کی موت) کی سبب اُسکو بھول گئے تھے۔
اور کبھی کوئی عالم (مسئلہ) کی دلیل یاد رکھتا ہے مگر
اسمین تجویز نسخ یا تخصیص وغیرہ تاویل کرتا ہے۔
اور اسمین شک نہین کہ آنحضرت کے اصحاب سے سب کوئی
اُن سب باتون پر مطلع نہ ہوتا جو آنحضرت سے صادر
ہوئی تھین کیونکہ وہ اپنی معاش وغیرہ امور مین مشغول
رہتے اور آنحضرت کیخدمت مین بعض حاضر ہوتے بعض نہ ہوتے
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور ابوبکر
صدیق اُنکے خلیفہ ہوئے تو جب اُن کے پاس
کوئی قول خدا و رسول نہ ہوتا تو آپ اور لوگون سے
پوچھتے پھر اگر اُن کے پاس کوئی قول خدا و رسول

عند علی رض وحذیفہ رض وغاب عن
عایشہ وابن عمر وابی ھریرۃ
مع انھم مدنیون وتوریث بنت
الابن مع البنت عند ابن مسعود
وغاب عن ابی موسی وتوقیت
الاستیذان کان عند ابی موسی
وابی سعید وابی وغاب عن الفاروق
وعلم جواز النفر للحایض اذا طافت
طواف الفرض عند ابن عباس رض
وام سلیم وغاب عن زید بن ثابت
وکان علم نسخ حل متعۃ النساء
وعلم حرمۃ الحمر الاھلیۃ عند
علی وغیرہ وغاب عن ابن عباس
وکان علم عدم جواز الصرف نسیئۃ
عند عمر وابی سعید وغیرھما
وغاب عن طلحۃ وابن عباس ومثل ھذا
کثیرا ومضی الصحابۃ وخلفھم
التابعون الاخذون عنھم وکانوا
مختلفین فی العلوم والافھام
وکل کان یفتی علی مبلغ علمہ ولا یکلف اللہ

پاتے تو اُسکی پیروی کرتے ورنہ اجتہاد کرتے
اور کبہی خدا اور رسول کا قول اِس شخص کے پاس ہوتا
جو وہان حاضر نہ ہوتا تہا جنبی کے لئی تیمم کا حکم عمار
وغیرہ کو معلوم تہا اور حضرت عمر وابن مسعود کو نامعلوم
مسح موزہ کا جواز حضرت علی مرتضی و حذیفہ کی پاس
تہا اور حضرت عایشہ اور ابن عمر وابی ہریرہ سے
باوجودیکہ یہہ مدینہ کی رہنی والے تھی مخفی تہا پوتی کو
بیٹی کے ساتہہ چہٹی حصہ کا وارث کرنا حضرت ابن مسعود
کو معلوم تہا اور حضرت ابوموسی اشعری کو نامعلوم
کسی کے گہر مین جانیکے لئی تین دفعہ اذن چاہنی
کی حدیث حضرت ابوموسی و ابوسعید خدری وابی بن
کعب کو معلوم تہی اور حضرت عمر فاروق سی مخفی حیض
والی عورت کو طواف فرض کے بعد طواف رخصت
کی سوائے مکہ سی کوچ کرنیکا جواز حضرت ابن عباس وام سلیم
کو معلوم تہا اور حضرت زید بن ثابت کو نامعلوم۔
متعہ کا منسوخ ہونا اور گدہی کا حرام ہونا حضرت علی
مرتضی کو معلوم تہا اور حضرت ابن عباس پر پوشیدہ
چاندی سونیکی بیع مین نسیہ (قرض) کا عدم جواز عمر فاروق
اور طلحہ و ابن عباس پر مخفی - اور اسکی مثالین اور بہت
ہین (ازانجملہ بعض کا ذکر عنقریب آتا ہے) صحابہ گذر گئی تو ان کے
نایب تابعی (مجتہد) ہوئی جو انسی علم حاصل کئی تہی وہ بہی علمون اور فہمون مین مختلف تہی اور وہ سب بقدر اپنی علم

[illegible]

نفسا الا وسعها وكل ماجور على
ما اصاب فيه اجرين وماجور
فيما خفي عنه اجرا واحدا وقد
يبلغ الرجل لضان ظاهر التعارض
فيميل الى احدهما بنوع من الترجيحات
ويميل غيره الى ما تركه بنوع آخر
من الترجيحات ومثل هذا كثير -
ولهذه الوجوه ترك بعض العلماء ما تركوا
من الاحاديث والايات وخالفهم نظرا
هم فاخذ هولاء ما ترك اولئك و
اخذ اولئك ما ترك هولاء لا للقصد
الى خلاف النصوص واذا قامت الحجة
على من بلغه شيء صحيح من الدليل اى
من غير تعارض او نحوه فلم يبق تركه
الا للعناد او التقليد وعلى هذه الطريقة
كانت الصحابة رضي الله عنهم انتهى كلامه
ملخصا ونقل ابن القيم ايضا عن شيخه بن
تيميه جماع الاعذار في ترك من ترك

اور کسی کو خدا نے اُسکی طاقت سے بڑہکر مکلف نہین
کیا اور سب اِس فتوی مین خدا کیطرف سی ثواب پاتے
ٹہیک فتوی دیا تو دو ثواب ورنہ ایک اور کبہی کسیکو
حدیثین باہم متعارض پہنچتین تو وہ ایک حدیث کی طرف
کسی وجہ ترجیح کی نظر سی مایل ہوتا اور دوسرا اسحدیث
کیطرف جسکو اُس نے چہوڑ دیا تہا اور وجہ سی مایل ہوتا
اسکی مثالین بھی بہت ہین -
اِن وجوہات سی بعض علماء نے بعض آیات وحدیث
کو ترک کیا ہی اور اُنکی ہمسرون نے اُنکا خلاف
کیا اُنہون نے احادیث کو لیلیا جنکو پہلون نے
ترک کیا تہا اور پہلون نے اُن حدیث کو لیلیا
جنکو اُنہون نے ترک کیا نہ اسلئی کہ عمدا نصوص
(آیات وحدیث) کا خلاف کرین (بلکہ اِن وجوہات سے
جنکو ہم بیان کر چکی ہین) اور جب کسی کو دلیل صحیح
(آیات وحدیث) بلا تعارض وغیرہ موانع عمل کے
پہنچ جائی تو اسکو اِس دلیل کا ترک کرنا بجز عناد یا تقلید
باقی نرہا - صحابہ اسی طریق پر تہی کلام ابن القیم جو اُس نے
ابن حزم سی نقل کیا تہا تمام ہوا اور ابن القیم نی اپنی اُستاد ابن تیمیہ

† جیسا کہ اسوقت کے علماء کا حال ہے کہ حدیث صحیح سُنتے ہین اور اُسمین کوئی تاویل بہی
نہین کر سکتے اور نہ اُسکو ضعیف و منسوخ کہہ سکتے ہین پہر صرف اس عُذر سے کہ ہمارے امام نے
اس حدیث پر عمل نہین کیا اِس حدیث کو رد کر دیتے ہین -

من الائمة حديثا ثلثة اصناف احدها
عدم اعتقاده انه صلى الله عليه وسلم
قاله والثاني عدم اعتقاده انه اراد
تلك المسئلة بذلك القول الثالث
اعتقاد نسخه وهذه تتفرع الى اسباب
متعددة منها ان لا يكون الحديث قد
بلغه وقاس وقد يوافق قياسه الحديث
المتروك ويخالفه آخر وهذا السبب هو
الغالب على اكثر ما يوجد من اقوال
السلف مخالفا لبعض الاحاديث فان
الاحاطة بحديث رسول الله صلعم
لم يكن لاحد واعتبر بالخلفاء الراشدين
الذين هم اعلم الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم خصوصا الصديق
الاكبر الذي قل ما فارقه وقد
خفي عليه ميراث الجدة وعلمه المغيرة
بن شعبة وعمران بن حصين ومحمد بن مسلمة
وخفي على عمر توريث المراة من دية زوجها
حتى اخبره رجل من اهل البادية وخفي
عليه حديث اخذ الجزية عن المجوس حتى
اخبره عبد الرحمن بن عوف وخفي عليه

سے نقل کیا ہے کہ جملہ عذرات اُن آئمہ کے جنہون نے
کسی حدیث کو ترک کیا ہے تین قسم ہین - اول
اُس حدیث کو کلام رسول نہ سمجھنا دوسرا
اِس حدیث کے وہ معنی نہ سمجھنا جو معنی اسحدیث
پر عمل کرنیوالے نے سمجھے ہین تیسرا اسکو منسوخ سمجھ لینا
ان عذرات کی شاخین کئی قسم ہین ازانجملہ یہ کہ
اِس شخص کو حدیث نہین پہنچی اور اُس نے قیاس کیا
اور اسکا قیاس اسحدیث متروک کے موافق ہوا
اور کسی اور حدیث کے مخالف - یہی سبب ہے اکثر اُن
اقوال علماء سلف کا جو نصوص کے مخالف ہین
کیونکہ سبھی احادیث رسول پر کسیکو احاطہ حاصل
نہ تہا اسباب مین تو خلفاء راشدین جو رسول کے
حالات سے بہت واقف تہے خصوصاً صدیق اکبر
جو رسول اللہ صلعم سے کم جدا ہوتے کے حال سے عبرت
حاصل کر - صدیق اکبر پر دادی کی میراث مخفی
رہی اور اُنکو مغیرہ بن شعبہ و عمران بن حصین و محمد
بن سلمہ نے بتلائی حضرت عمر پر عورت کو خاوند کے
دیۃ سے وارث کرنیکی حدیث مخفی رہی یہانتک کہ
ایک جنگل کے رہنے والے نے انکو اسکی خبر دی - اور
آپ پر مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی رہی یہانتک
کہ عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر وبا

(88)

حديث النهي عن القدوم على ما فيه
الطاعون حتى اخبره عبد الرحمن و
خفي عليه حديث الريح حتى اخبره
ابو هريرة وكان يفتي باختلاف
الدية في الاصابع وكان عند ابن
عباس وابي موسى علم ان النبي صلى
الله عليه وسلم قال هذه وهذه
سواء وعمل به معاوية حين
بلغه وكان لا يرى هو وابنه
عبد الله التطيب عند الاحرام
ولا يعد رمي الجمرة قبل طواف الفرض
وقد صح جواز ذلك عنه صلى الله عليه
وسلم وكان يرى عدم التوقيت
في المسح على الخفين وقد صح في التوقيت
احاديث وكان علي وابن عباس يريان
ابعد الاجلين على المتوفى عنها زوجها
وقد صح عنه صلى الله عليه وسلم
ان انقضاء عدتها بوضع حملها
وكان يرى زيد بن ثابت وابن
عمر وغيرهما ان المفوضة
اذا مات عنها زوجها

کی زمین مین جانیسے ممانعت مخفی رہی اور وہ
بہی عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر آندہی
کی + حدیث مخفی رہی جو ابو ہریرہ نے بتائی اور آپ
انگلیون کی خونبہاے مین اختلاف رکہتے تھے
اس باب مین ابن عباس و ابی موسی اشعری کے
پاس یہ علم تہا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بڑی انگل
اور چہوٹی خونبہای مین برابر ہین (پس آپنے اسکو قبول
کیا) اور امیر معاویہ نے بھی اسپر عمل کیا ہے
جب انکو اسکا علم ہوا اور آپ اور آپ کی صاحبزادہ
عبد اللہ احرام حج کے وقت خوشبو لگانیکو جایز
نہ سمجہتے اور طواف فرض سے پہلے رمی جمار کے
بھی قایل نہ تھے اور یہ امور آنحضرت سے صحیح
ہو چکے ہین اور آپ مسح موزہ مین تعیین مدت
کے قایل نہ تہے حالانکہ صحیح حدیث مین تعیین
آچکی ہے اور حضرت علی مرتضی و ابن عباس
اُس عورت حاملہ کی جسکا خاوند فوت ہو جاوے
عدت دونون عدتون (وضع حمل اور چار مہینے دس دن)
سے جو دور ہوتی تجویز کرتے حالانکہ آنحضرت
سے صحیح ہو چکا ہے کہ اسکی عدت وضع حمل ہے
اور زید بن ثابت اور ابن عمر وغیرہ کا اعتقاد تہا
کہ جس عورت کا بلا زفاف خاوند مر جاوے

+ یعنے وہ حدیث جسمین یہ بیان ہے کہ آندہی آنے کیوقت کیا کہین دیکہو نمبر ۷ ضمیمہ سفیر ہند ۱۸۷۸ء

لامهر لها وقد صح انه صلى الله
عليه وسلم جعل لها المهر كاملاً
وهذا باب واسع وما المنقول فيه
عن غير الصحابة اكثر من ان يحصى
فاذا خفي على علم الامة وفقيهها
بعض السنة فما الظن بمن بعد
هم فمن اعتقد ان كل حديث
بلغ كل فرد من الائمة اوامامنا
معينا فقد اخطا خطا فاحشا قال
ابو عمر ولیس احد بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا وقد خفيت
عليه بعض السنة وهذا الدواوين
جمعت بعد انقراض الائمة ولا يمكن
الحصار الاحاديث فيها وليس كل من
عنده هذا الدواوين يحيط بها علما
بلد من البلدان المتقدمين صدورهم
وهم اعلم ومنها ان يكون الحديث
بلغه لكن لم يصح عنده وصح عند غيره

اور مہر مقرر ہو اسکو مہر لینا نہین آتا حالانکہ
آنحضرت سے صحیح ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے
اُس عورت کو پورا مہر دلایا ہے اور باب (مخفیات
صحابہ) فراخ ہے اور جو اس قسم کی باتین صحابہ کے
سوا اور لوگون سے منقول ہین وہ شمار سے
بڑھکر ہے پس جب اُمت کے زیادہ جاننے والے اور بڑے
مجتہدون پر بعض احادیث مخفی رہین تو اونکی نسبت
کیا خیال کرنا چاہیے جو اُنکے پیچھے ہوئے۔
پس جو شخص یہ سمجھے کہ سبھی حدیثین سبھی امامون کو
یا کسی خاص امام پہنچگئی ہین تو اوس نے سخت خطا کی
ابو عمر ابن عبد البر نے کہا ہے آنحضرت کے بعد کوئی ایسا
شخص نہین ہوا جسپر آنحضرت کی بعض حدیثین مخفی
نہ رہی ہون اور یہ حدیثون کے دفتر (کتابین)
گذر جانے ائمہ کے بعد تالیف ہوئی ہین اور
انمین بھی سب حدیثون کا منحصر ہو جانا ممکن
نہین ہے اور یہ بھی نہین ہوتا کہ جس کے پاس یہ
سب کتابین موجود ہون اُسکو سبھی کچھ جو انمین
ہے یاد ہوتا ہے۔ اور متقدمین کے دفتر

† مترجم کہتا ہے ان مخفیات صحابہ و تابعین و آیمہ مجتہدین کو ہمنے ضمیمات اخبار سفیر ۵۸ مین نمبر ۶ سے ۱۱ تک بہی
تفصیل و ترتیب سے بیان کیا ہے کہ اس تفصل و ترتیب کو کسی اور کتاب مین نہین دیکھا ناظرین ان پرچون کے
طرف مراجعت فرماوین تو امید ہے کمال حظ پاوین ٭

(89)

فیکون حجة علی من بلغه من وجه
صحیح لا علی من لم یبلغ ولهذا علق
کثیر من الائمة القول بموجب
الحدیث علی صحته فیقول قولی فیها
کیت کیت وقد روی فیها حدیث
بخلافه فان صح فهو قولی وامثلة هذا
کثیرة جدا۔

وذکر ابن القیم من اسباب الاختلاف
اشیاء منها ان احد المجتهدین
یعتقد ضعف احد والاخر تقته
ومنها ان بعضهم یشترط فی
خبر الواحد العدل شرطا لیس
غیره ومنها عدم معرفته بدلالة
الحدیث اما لکون لفظ الحدیث
غریبا عنده او یکون لفظه مشترکا
او مجملا او محتملا فیه الحمل علی
ظاهر معناه الحقیقی او المجازی
ومنها عدم تفطنه لدخول فرد
معین تحت عام بعد علمه

تو انکے سینے ہی تھے اور وہ خوب جاننے والے
تھے ازانجملہ یہہ سبب ہی کہ حدیث تو کسی شخص کو
پہنچی مگر بسند صحیح نہ پہنچی سند صحیح سے وہ کسی اور کو
پہنچی وہ حدیث اسی شخص کے حق مین لایق سند ہی
جسکو سند صحیح سے پہنچی نہ اُسکے حق مین جسکو بسند صحیح
نہین پہنچی۔ اسیوسطے بہت سے اماموں نے بعض
احادیث کے ماننے کو صحیح ہونیکی شرط پر معلق کیا ہے اور
کہا ہے کہ فلان مسئلہ مین ہمارا یہہ قول ہی اور اسکے
خلاف مین حدیث مروی ہی (جو صحیح نہین ہے)
اگر یہہ حدیث ثابت ہوجاوے تو یہی ہمارا قول
ہے اسکی مثالین نہایت کثرت سے ہین۔
اور ابن القیم نے کہا ہے کہ اختلاف کی بہت سی
اسباب ہین ازانجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی
کو ضعیف سمجھتا ہے دوسرا اسکو ثقہ خیال کرتا
ہے ازانجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی عادل
کی حدیث مین شرط لگاتا ہے جو دوسرا نہین
لگاتا ازانجملہ یہہ کہ وہ معنی حدیث کو نہین جانتا
کیا تو اسلئے کہ اسحدیث کے الفاظ اسکے نزدیک
کم استعمال ہین یا اسلئے کہ وہ مشترک المعنی یا مجمل ہی
یا یہہ کہ وہ ظاہری معنی حقیقی اور معنی مجازی دونون پر محمول ہونیکی محتمل ہے اور ازان جملہ
یہہ کہ وہ کسی حدیث کو عام جان کر اُسمین کسی خاص فرد کے داخل ہونے کا یقین نہین کرتا

به اما لعدم احاطته بحقيقة
ذلك الفرد ومماثلته لغيره من الافراد
الداخلة تحت العام واما لخطرة
على باله واما لاعتقاده اختصاصه
بخصيصة تخرجه من العام ومنها
اعتقاده العموم فيما ليس بعام
او الاطلاق في المقيد فيذهل
عن التقييد ومنها اعتقاده عدم
دلالة اللفظ على الحكم المتنازع
فيه اما لعدم معرفته مدلول
اللفظ في عرف الشرع فيحمله على
خلاف مدلوله او يكون له في
عرف الشرع معنيان فيحمله على
احدهما ويحمل غيره على غير ذلك
او لفهمه من الخاص العموم او من
العام الخصوص ومن المطلق المقيد
ومن المقيد المطلق ومنها ان النص
عارضه ما يساويه او اقوى منه
وللتعارض انواع قال ابن القيم رحمه الله
فمن هداه الله تعالى الى الاخذ بالحق
حيث كان ومع من كان ورد الباطل

کیا تو اسلئے کہ وہ اس فرد کی حقیقت اور بقیہ افراد
سے اسکی مماثلت ومشابہت کا علم نہین رکھتا
یا اسلئے کہ وہ اسمین اپنے دلمین شبہ رکہتا ہے
یا اسکو کسی وجہ خصوصیت سی حکم عام سے خارج کرتا ہی
اور از انجملہ یہہ کہ وہ اسحدیث کو جو عام نہین ہے
عام سمجہتا ہے یا اس حدیث کو جو مقید ہی مطلق
خیال کرتا ہے اور اُسکی قید سے غافل ہے
اور از انجملہ یہہ کہ وہ لفظ حدیث کا حکم متنازعہ فیہ پر
دلالت کرنا نہین مانتا کیا تو اسلئے کہ اسکی عرف
شرع مین معنی نہین جانتا اسلئے خلاف معنی پر محمول
کرتا ہے یا یہہ کہ عرف شرع مین اسحدیث کی دو معنی
ہین وہ اسحدیث کی ایک معنی لیتا ہی دوسرا دوسرے
معنی یا وہ حدیث خاص کو عام سمجہتا ہی یا عام کو
خاص اور مطلق کو مقید کرتا ہی اور مقید کو مطلق
اور از انجملہ یہہ کہ اسحدیث کی معارضہ (مقابلہ) مین
اور حدیث اسکی مساوی یا اس سے زیادہ قوی پائی
جاتی ہے اور تعارض کے کئی اقسام ہین —
ابن القیم نے کہا ہے (خدا اُسپر رحم کرے)
کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہی وہ حق بات کو لیلیتا ہے
جہان کہین ہو اور جس کے پاس ہو اور ناحق
کو رد کرتا ہی خواہ کیسے شخص کے ساتہہ ہو

مع من، کان فهذا اعلم الناس
واهداهم سبيلا واقومهم
قيلا واهل هذا المسلك اذا
اختلفوا فاختلافهم رحمة
وهداى وهو من باب التعاون
على الدين كل يخبر بما راه صوابا
عنده فان قوبل بين الاراء المختلفة
وعرضت على كتاب الله وسنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتجرد النظر عن التعصب والحمية و
استفرغ وسعه وقصد طاعة الله
ورسوله صلى الله عليه وسلم
قل ان يخفى عليه الصواب من
تلك الاقوال وما هو اقرب اليه
وهذا النوع من الاختلاف لا يوجب
معاداة ولا افتراقا في الكلمة
ولا تبديد الشمل انتهى قلت اذا
كان المعبود الآمر بالعبادة واحدا
والرسول صلى الله عليه وسلم
واحدا والدين واحد وهؤلاء العلماء
كلهم يريدون اتباع الدين

ایسا شخص تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہے اور سب سے
زیادہ ہدایت پر ہے اور سب سے زیادہ راست گو
ایسے لوگ باہم اختلاف بھی کرتے ہین تو اُن کا
اختلاف رحمت ہوتا ہی اور ہدایت اور یہہ اختلاف
کرنا ایک کا دوسرے کو دین مین مدد دیتا ہی
ہر ایک دوسرے کو اپنی رائے سے جسکو اپنے
نزدیک صواب سمجھتا ہی اطلاع دیتا ہی پس اگر
اُن سبھی مختلف راؤن کا آپسمین مقابلہ کیا جاوے
اور اُن سب کو کتاب اللہ و سنت رسول پر پیش
کیا جاوے اور اپنی نظر کو اُن اراء مین لگاتی ہین
تعصب اور حمیت (پاسداری) مجرد کرین اور اپنی و
اور قصد طاعت خدا اور رسول کو پورا خرچ کرین
تو اُن اقوال مین راہی جو صواب اور جو قریب صواب
ہے کم مخفی رہے اِس قسم کا اختلاف آپسمین عداوت
پیدا نہین کرتا اور نہ کلمۃ الاسلام مین تفرقہ و پراگندگی
بہم پہنچاتا ہے کلام ابن القیم کا تمام ہوا۔
میں (مصنف ایقاف) کہتا ہون جبکہ (سب کا)
معبود عبادت کا حکم دینے والا ایک ہی اور
رسول (دین اسلام لانیوالا) ایک ہے اور
دین (اسلام) ایک اور یہہ سبھی علما راتباع
دین کا ارادہ رکھتے ہین اور اُس مین اپنے

ولا یقصرون وکل له فضائل و
کمالات وقد قال الله فاسئلوا
اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
فالتعصب لمعین والجمود علی قوله
لماذا نقل الحافظ ابن حجر فی
لسان المیزان عن الطحاوی انه
قال او کل ما قال به ابو حنیفه
اقول به وهل یقلد الا عصبی او
غبی فطارت هذه الکلمة بمصر
حتی صارت مثلا انتهی ومذهب
کل امام ما قاله ولم یرجع عنه ولا
یمکن عن مجتهد قولان متبائنان من
غیر رجوع عن احدهما اللهم
الا ان یکون مترددا فی ذلک و
یحتمل ان یقول المجتهد قولا ثم
یرجع الی غیره ثم یرجع عن الآخر
الی الاول ولم ار لهذا مثالا فی
الاقوال المجتهدین ولم یکن لاحد من
تلامذة الامام واصحابه ان یعرف

طرف سی قصور نہین کرتے اور ہر ایک کی لئے
فضایل وکمالات حاصل ہین اور خدا تعالی نے
(عام طور پر) فرمایا ہے کہ تم اہل ذکر سے پوچہہ لو
اگر تم کو علم نہین ہے پہر ایک شخص کے لئی تعصب کرنا اور
حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین
امام طحاوی حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہون
نے کہا ہے کیا جو کچہہ ابو حنیفہ نے کہا ہے
مین اُسیکا قایل ہون (ایسی) تقلید (ایک شخص
کی ہر بات مین) تو وہی کرتا ہے جو متعصب یا
بے سمجہہ ہوتا ہے یہہ کلمہ طحاوی کا مصر مین
اُڑ گیا اور ضرب المثل ہوا کلام ابن حجر تمام ہوا
اور مذہب مجتہد وہ ہوتا ہے جو اُس نے
کہا پہر اس سے رجوع نہین کیا اور ایک مجتہد سے
دو قول مختلف کا سرزد ہونا بجز اسکے کہ وہ
ایک قول سے رجوع کرے ممکن نہین مگر اس
صورت مین کہ ان دونون مین اسکو تردد ہو
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ مجتہد نے پہلے ایک قول کہا
ہو پہر اس سے دوسرے قول کیطرف رجوع
کیا ہو پہر اُس قول سے پہلی قول کیطرف رجوع

† جسکو لوگ مذہب مجتہد سمجہہ کر اسپر جم جاتے ہین اور یہہ نہین سمجہتے کہ وہ حقیقت مین
مذہب مجتہد کا ہے یا نہین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جميع مذهبه هذا ظاهر وغالب
اختلاف اصحاب ارباب المذاهب
سببه انّ بعضهم يعرف من المذهب
ما لا يعرف غيره ومنهم من يعرف
القول المرجوع عنه ولا يعرف المرجوع
اليه ويفتي بالاول ومنهم من
لا يعرف عن الامام نصّا فيقيس
على مسايل الامام ويخالفه غيره
في ذلك القياس فتارة يصيب هذا
وتارة هذا وكثيرا ما يختلفون
في فهم معاني قول الامام
ودلالتها وهذا باب واسع
جدا وليس كل ما يستنبط رجل من
اقوال الامام يكون مذهبه
بل تارة يوافق مذهبه وتارة
يخالفه ولا ينبغي ان تنسب الا قوال
المستنبطة من اقوال الائمة للائمة
بانها اقوالهم او مذاهبهم
قطعا لانه يحتمل انها لو عرضت
عليهم قبلوا اشياء منها وردوا
اشياء اخر وهذا كما لا ينسب

کیا ہو اُسکے مثال مجھی اقول مجتہدین سے کوئی
معلوم نہین ہے اور کسی امام کے شاگرد
اور صحبتی اسکے سبھی مذہب کو نہین جانتے اور
یہ امر ظاہر ہے اور ائمہ مذاہب کے شاگردون کے
باہمی اختلاف کا غالبًا یہہ سبب ہوا ہے
کہ بعض شاگردون نے امام کا مذہب اس
قول کو جانا جسکو دوسرے نے نہ جانا اور
بعض نے امام کے پہلے قول کو جس سے امام
نے رجوع کر لیا تہا امام کا مذہب سمجھہ لیا اور
اسی پہ فتوی دیا اور دوسرے قول کو
(جسکے طرف رجوع کیا تہا) معلوم نہ کیا اور بعضون
نے امام کا کوئی قول نہ پایا بلکہ امام کے اصول
و مسایل پر قیاس کر کے اُسی قیاس کو مذہب
امام قرار دیا اور دوسرے شاگردون نے اُس
قیاس مین خلاف کیا پس کبھی یہہ صواب کو
پہنچا کہے وہ مصیب ہوا اور بسا اوقات قول
امام کے معنی سمجھنے مین اونہون نے اختلاف
کیا اور یہہ اختلاف کا دروازہ نہایت فراخ
ہے اور یہہ نہین ہے کہ جو بات کوئی امام کے
قول سے نکال لے وہی امام کا مذہب بنجاوے
بلکہ کبھی وہ استنباطی بات مذہب امام کے موافق ہوتی ہے

ما استنبط المجتهدون من اقوال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ علی
انها اقواله ویحتمل کونها شریعته
قال ابن تیمیة فی رد الروافض تجد
احد کطائفتین او الرجلین من الناس
لا یکذب بما یخبر به من العلم الکن
لا یقبل ما اتاتی به طائفة اخری
من الحق سواء کان من باب الصدق
المعروف بالخبر او من الصدق
المعروف بالنظر فیقبل ما ذکرته
طائفة من معقول ومنقول و
یرد ما ذکرته الطائفة الاخری
قلت هذا کثیر فی اصحاب المذاهب
المذاهب خصوصا فی اهل زماننا
هذا تریهم لا یعتمدون الا ما
وجدوه منقولا من اهل مذهبهم
سواء کان ذلک قول امامهم
او لا الذی فائدة ظهر لهذا الفقیر
معظم المسایل المذکورة فی اصول
الفقه ماخوذ من اقوال الائمة

اور کبھی مخالف پڑتی ہے اور یہ مناسب نہین ہے
کہ جو اقوال و مسایل امام کے اقوال سے نکالے گئے
ہین اُن اقوال کو امام کی طرف منسوب کیا جاوے
اور اُن کو یقینا اقوال و مذاہب امام ٹھہرایا جاوے
کیونکہ احتمال ہے کہ اگر اُن اقوال کو امام کے سامنے پیش کیا
جاتا تو بعض اقوال امام کو قبول کرتا اور بعض اقوال
کو رد کر دیتا۔ اِسکی نظیر یہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون
نے آنحضرت کے اقوال سے استنباط کئے ہین اور
اُنکو قطعاً آنحضرت کے اقوال نہین مانا جاتا انکا
شریعت ہونا محتمل ہے۔ شیخ ابن تیمیہ نے کتاب
منہاج السنہ مین کہا ہے کہ تو دو جماعتون مختلف
مذاہب یا دو شخصون مین سے ایک کو ایسا پاویگا
کہ وہ اس علمی بات کو جسکی خود خبر دیتا ہی جھوٹھ
نہین سمجھتا ولیکن جو دوسری جماعت یا دوسرا
شخص حق سُنا دے خواہ وہ خبر (حدیث وغیرہ) سے
معلوم ہوا ہو یا نظر (فکر و قیاس) سے اسکو قبول
نہین کرتا جو اپنا فریق عقلی یا نقلی بات کہے اُسکو
مانتا ہے اور جو دوسرا فریق کہے اُسکو رد کرتا ہے
کلام ابن تیمیہ تمام ہوا۔ مین (مصنف ایقاظ)
کہتا ہون یہہ بات اہل مذاہب کے پیرون مین خصوصًا
ہمارے زمانہ سنہ ۱۳۱۱ھ مین بہت ہے انکو تم دیکھوگے کہ وہ بجز اس بات کے جو اپنے مذاہب والون

بعض اتباع الائمة فی مسایلهم
فیجد کثیرا منها راجعة الی اصل
واحدٍ فیجعل ذلك الاصل قاعدة
لها ولامثالها ویقس علی هذا
وربما یوافق المتاخر المتقدم
وربما یخالفه وربما یغلط فربما
یصیب المتقدم وربما یصیب
المتاخر والانصاف خیر الاوصاف
فی باب الاختلاف والرجوع
علی الاتفاق اولی من الافتراق
واللہ اعلم بالصواب
والیه المرجع والماب و
صلی اللہ تعالی علی سیدنا
محمد خیر خلقه وآله و
صحبه وبارك وسلم

سے منقول پاوینگے خواہ وہ قول امام ہو خواہ نہو
اور کسی بات پر اعتماد نہ کرینگے۔ **فایدہ** مجھے معلوم ہوا ہے،
کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ایمہ کے اقوال
سے ماخوذ و مستنبط ہین اسی طور پر کہ بعض پیرو ایمہ
کے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع
ہوتے دیکھتے ہین تو وہ اُس قانون کو اُن مسایل
اور انکے نظایر و امثال کے لئے اصول قرار دیتے
ہین وعلی ہذا القیاس پھر کبھی پچھلا پیرو پہلے کے
موافق ہوتا ہے اور کبھی مخالف اور کبھی اُسی کی
تقلید کر لیتا ہے اور کبھی پہلا مصیب ہوتا ہے
کبھی پچھلا صواب پر پہنچتا ہے اور اختلاف مین
انصاف کرنا بہترین اوصاف ہے اور اتفاق کیطرف
رجوع کرنا افتراق سے بہتر ہے اور خدا تعالی
حق و صواب کو خوب جانتا ہے اور اُسیکطرف
سب کا بازگشت و صلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف بالفاظہا تمام ہوا اسمین جو دو خط وحدانی (یا قوسی)
مین بطور حاشیہ باریک قلم سے لکھا گیا ہے وہ مترجم کیطرف سے تائید یا تشریح
یا بطور نتیجہ ہے باقی سب الفاظ مولف کا لفظی ترجمہ ہے اس رسالہ مین مولف علام
نے چھ شخصون مختلف مذاہب کے اعیان و اکابر کی کلام سے استشہاد کیا ہے
(۱) امام ابن حزم ظاہری (۲) حافظ ابن القیم حنبلی (۳) شیخ ابن تیمیہ حنبلی (۴) امام
ابن عبد البر مالکی (۵) حافظ امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شافعی (۶) امام الحنفیہ

ابو جعفر طحاوی اور ان سب اکابر کی کلام اور اپنی پر زور تقریر بلاغت نظام سے مؤلف نے یہہ ثابت کر دکہایا ہے کہ جو بعض ایمہ مذاہب سے بعض احادیث پر عمل ترک ہوا ہے اُسکا سبب ایمہ کی مجبوری و معذوری ہے انکو وہ حدیثین نہین پہنچین یا پہنچین ہین تو بسند نہین پہنچین یا اُن کے معنی سمجہنے مین اُنکی رائے مصیب نہین ہوئی وعلی ہذا القیاس لہذا اُن لوگون کو جو اُن احادیث پر مطلع ہون نہ اُن ایمہ کی اُن احادیث کے برخلاف تقلید چاہے نہ اُنپر مخالفت حدیث کا طعن مناسب ہے اسمین اِسوقت کی اہل افراط مجتہدین اور اہل تفریط مقلدین دونون فریق کے لئی عبرت و ہدایت ہی وہ مجتہدین تو اپنے اسلاف محققین ابن حزم و ابن القیم و ابن تیمیہ کے اقوال کو غور و عبرت کی نگاہون سے دیکہین اور یہہ خیال کرین کہ جسحالتمین ہمارے یہہ اکابر علی الخصوص امام ابن حزم (جو عیب جوئی† و حق گوئی مین ضرب المثل ہے حتی کہ اُسکے حق مین ابن عریف نے کہا ہے کان لسان ابن الحزم وسیف الحجاج شقیقین یعنی ابن حزم کی زبان اور حجاج یوسف کی تلوار دونون ہمزاد ہین) ان ایمہ کو ترک عمل بعض احادیث مین معذور رکہتے ہین تو پہر ہم لوگ جو ترک تقلید و اجتہاد مین اُنکے شاگرد ہین اُن ایمہ کو کیون بُرا کہتے ہین اور کیون ایسی بُری اور بدبو الفاظ مونہہ سی نکالتے ہین کہ ابو حنیفہ نے مثلاً فلانے مسئلہ مین رسول اللہ کا عمداً خلاف کیا۔ اور شریعت محمدی کو بدل دیا اور دین کو برباد کر دیا وعلی ہذا القیاس۔

اور وہ مقلدین اپنے اکابر مذاہب حافظ ابن عبد البر و ابن حجر و امام طحاوی کے اقوال کو انصاف سی ملاحظہ کرین اور یہہ بات خیال مین لاوین کہ جس حالت مین ایسے اکابر علی الخصوص امام طحاوی (جس نے حنفی مذہب کی نصرت و حمایت کو اپنا فرض

† ان دونون وصف کی جمع کرنیمین اسبات کیطرف اشارہ ہی کہ ابن حزم کی عیب جوئی نیک نیتی و حقگوی کی نظر سے ہی نہ تعصب و نفسانیت سی اسکی تفصیل ہمنی ضمیمہ نمبر ۱۳ اخبار سفیر ہند ۷۸ء مین کی ہی۔ فلیراجع

(93)

سمجہا ہوا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب کی کلام سے مستفاد ہوتا ہے) صاف فرمایا ہے کہ بعض ایمہ کا بعض احادیث پر عمل ترک کرنا ناچاری و معذوری سے تہا جنکو اُن احادیث کا علم ہو اُن کو بتقلید اُن ایمہ کے ترک عمل جایز نہین تو پہر ہمکو جو اُن ایمہ کے مقلد ہین کسی حدیث کا خلاف کرنا اور اُسمین ایمہ کی تقلید پر اڑے رہنا کیونکر جایز ہے امام معذور تھے ہم تو کسی وجہ سے معذور نہین ہین +

اس بات کو امام شعرا نے جو امام ابو حنیفہ کے بڑے مداح و ثناخوان ہین جنہون نے اُنکی تعریف و حمایت مین میزان کبرے کے چودان ۱۴ صفحے پورے کئے ہین بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور خاص کر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنیکا سبب بہی حدیث کا نہ پہنچنا قرار دیا ہے اور ترک حدیث مین انکا معذور ہونا اور اُن کے اتباع کا معذور نہ ہونا خوب ثابت کر دیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۷۲ مین فرماتے ہین -

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رویناہ آنفا عنہ من ذم الرائی والتبری منہ ومن تقدیمہ النص علی القیاس انہ لو عاش حتی دونت احادیث الشریعۃ بعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور وظفر بہا لاخذ بہا وترک کل قیاس	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اُن سے نقل کی ہین (یعنی رائے سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لئے شہرون اور سرحدون مین اور اُن احادیث کو امام

+ بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ × مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد منتسب بود محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ دران چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ است (بستان المحدثین)

كان قاسه وكان القياس قلّ في مذهبه كما قل
في مذهب غيره بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة
الشريعة مفرقة في عصره مع التابعين
وتبع التابعين في المداين والقرى
والثغور كثير القياس في مذهبه بالنسبة
الى غيره من الائمة ضرورة لعدم
وجود النص في تلك المسايل التي قاس
فيها بخلاف غيره من الائمة فان الحفاظ
كانوا قد رحلوا في طلب الاحاديث و
جمعها في عصرهم من المداين والقرى
ودونوها فجاوبت احاديث الشريعة
بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة القياس
في مذهبه وقلته في مذهب غيره
ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص
ظفر بذلك في كلام مقلديه الذين
يلزمون العمل بما وجدوه عن امامهم
من القياس ويتركون الحديث الذي صح
بعد موت الامام فالامام معذور
واتباعه غير معذورين وقولهم ان
امامنا ما لم ياخذ بهذا الحديث لا

ابو حنیفہ رح پاتے تو ان کو لے لیتے اور تمام
قیاسون کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور
اُن کے مذہب مین قیاس کم ہوتا جیسا اورون
کے مذہب مین اُنکی نسبت کم ہی ولیکن جبکہ
دلایل شریعت (یعنی احادیث) ان کے
زمانہ مین تابعین و تبع تابعین کے ساتھہ شہرون
اور بستیون اور سرحدون مین متفرق تھی
تو اُن کے مذہب مین بہ نسبت اور امامون
کے قیاس زیادہ ہوا ضرورت کی سبب اس لئے
کہ جس مسایل مین اُنہون نے قیاس کیا نص
نپائی بخلاف اور امامون کے کہ اُن کے زمانہ
مین حدیث کی حافظون نے شہرون اور
بستیون سی حدیث جمع کرنیکو سفر کئے اور
احادیث کو جمع کیا یہی سبب ہے آپکی مذہب مین
قیاس زیادہ ہونیکا اور اورون کے مذہب
مین کم اور یہہ بہی احتمال ہی کہ جس نے امام
ابو حنیفہ کیطرف نص پر قیاس مقدم
کرنیکو نسبت کیا ہی اُس نے یہہ امر آپ کی مقلدون
کے کلام مین پایا ہے جو امام کے قول پر
عمل کرنیکو لازم سمجھتی ہین اور حدیث کو جو بعد
فوت ہونی امام کی صحیح ہوئی چھوڑ دیتی ہین ولیکن امام

لاینتهض حجة لاحتمال انه لم یظفر به او ظفر به لکن لم یصح عنده وقد تقدم ان قول الائمة کلهم اذا صح الحدیث فهو مذهبنا ولیس لاحد معه قیاس ولا حجة الا طاعة الله ورسوله بالتسلیم له انتهی ما قال الشعرانی فی المیزان وقال فی المنهج متی نقل احد عن الامام ابی حنیفة قیاسا مخالفا نصا صحیحا بعده فله العذر العظیم فی ذلك لکونه لم یجد النص اصلا او وجده لکن لم یصح عنده ولو عاش حتی دونت احادیث الشریعة التی صحت بعده وظفر بها وصحت عنده لاخذ بها انتهی مختصرا۔

معذور تہی اور یہہ لوگ معذور نہین ہین اور انکا یہہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہہ حدیث نہین لی کچھہ سند نہین ہو سکتا اسلئے کہ امام کو تو حدیث نہین پہنچی یا انکے نزدیک صحیح نہین ہوئی (ولیکن تو اُن کو تو پہنچ گئی اور صحیح ہو چکی ہے) اور سب امامون کا یہہ قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہی اور کسیکا حدیث کے سامنے قیاس و عذر نہین بجز اسکے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو مانے تمام ہوا قول امام شعرانی کا جو میزان مین ہی اور شعرانی نے کتاب منہج مین کہا ہے کہ جب کوئی امام ابو حنیفہ سے قیاس نقل کرے جو خلاف حدیث صحیح ہو تو اسمین امام کیطرف سے بڑا عذر ہو سکتا ہی اسلئے کہ اونہون نے حدیث نہین پائی اور اگر پائی ہے تو بسند صحیح نہین پائی اور اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ حدیثین جمع ہوئین جو اُن کے مرنیکے بعد صحیح ہوئین تو اُنکو لے لیتے یہہ مختصر مضمون منہج کا ہے۔

ایسا ہی ہمارے زمانہ کے محقق حنفیہ مجمع الکمالات مولوی محمد عبد الحی ابو الحسنات نے فرمایا ہے اور اُس عبارت میزان شعرانی کو اپنے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر

اقول تفرق الناس من قدیم الزمان الی هذا الاوان فی هذا الباب الی الفرقتین

مین نقل کرکے کہا ہے پرانے زمانہ سے ابتک دو فریق ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون

فطایفة قد تعصبوا فی الحنیفة تعصبا
شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی
التزاما شدیدا وان وجدوا حدیثا
صحیحا او اثرا صریحا علی خلافه زعموا
انه لو کان هذا الحدیث صحیحا لاخذ
به صاحب المذهب ولم یحکم بخلافه
وهذا جهل منهم بما روت
الثقات عن ابی حنیفة من تقدیم
الاحادیث والاثار علی اقواله الشریفة
فترک ما خالف الحدیث الصحیح
رای سدید وهو عین تقلید الامام
لا ترک تقلید وطایفة زعموا ان الامام
قاس علی خلاف الاخبار وهجر ما ورد به
الشرع والاثار فظنوا فی حقه ظنونا سیئة واعتقدوا
عقاید قبیحة ومطالعة المیزان لهم نافع
ولاوهامهم دافع فلیتخذ العاقل مسلک
البین ویهجر طریق الطایفتین انتهی اقول
وانا ابو سعید جامع هذه الشتات هذا الذی
یعتقده حبی ابو الحسنات فی الامام ابی حنیفة
هو اعتقادی وبه ثقتی وعلیه اعتمادی فلله الحمد
علی ما رزقنا من التوفیق والوفاق وعصمنا من

مین سخت تعصب کر رہی ہین اونہون نے فتاوون
کو پکڑ رکہا ہی اس خیال سی کہ اگر حدیث صحیح ہوتی
تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لی لیتا اور اسکی
خلاف حکم نہ دیتا اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے
اس بات سی جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ
سی نقل کی ہی کہ وہ اپنی اقوال پر حدیث کو مقدم
سمجہتی پس خلاف حدیث کو چہوڑ دینا بہت درست
رای ہے اور یہہ عین تقلید امام کی ہی نہ ترک
تقلید اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ
امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدا چہوڑ کر
اپنا قیاس کیا ہے سو اونہون نے انکے
حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برا اعتقاد رکہا
کتاب میزان کبری کا مطالعہ دونون فریق
کو نافع ہی اور ان کی وہمون کو دافع دانا کو
چاہئی کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور ان دونو
فریق کے راہ چہوڑے کلام مولوی صاحب
تمام ہوئی - مین کہتا ہون جو ان پراگندہ
مضامین کا جامع ہون میرا اعتقاد بہی امام کی
جناب مین یہی ہی کہ انہون نے عمدا حدیث کا خلاف
نہین کیا جو ہوا بسبب نہ پہنچنی حدیث کی ہوا پس خدا کا
شکر ہی جسنی مجہکو علماء سی توافق عطا فرمایا اور انکی

اطلاع تین جزو ضمیمہ جات کی کاپیان لکہوا کر مولف بعارضہ زکام و بخار بیمار ہوگیا اسلئی رسالہ نمبر ۶ نہین لکہوا سکا مرض سے جلد افاقہ ہوا تو انشاء اللہ تعالی نمبر ۶ ضمیمہ جات کی ساتہہ ہی نکلیگا ورنہ کسیقدر توقف سی - ناظرین معاف فرماوین -

باقی آیندہ

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

نمبر ۷ لغایت ۱۰ — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ — جلد ۱

بابت شعبان لغایت ذیقعدہ ۹۸ھ مطابق جولائی لغایت اکتوبر ۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	ے
۳ عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عہ ۸ر
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	۱۲ر
۵ للّاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار یکی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	دعا ر

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہی۔ اصل رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چہار چند ہی۔

۲ ضمیمہ رسالہ سی علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا اسکی وجہ یہ ہی کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سی مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہی اسلئے رسالہ سی بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے +

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچی وہ حسب حیثیت خود اسی مہینی سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے سی پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کرین +

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سی ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہی +

راقم ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر و احباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نسخے بھیجے گئے۔ اور بعد طبع و اشاعت تو کس و ناکس کے ملاحظہ مین آئے۔ اِس ضمیمہ کے اجرا و اشاعت پر عام رائے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث و حنفیہ) کے منصفین و محققین نے اِس ضمیمہ کی طرز و روش و اصل مطلب و غایت کو پسند کر لیا ہے۔

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا۔ اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا۔ مگر منصفین حنفیہ نے بہی با وجودیکہ اِن کے مذہب کو اِس سے خاص تعلق نہتا اِسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا۔ یہہ انکا استحسان و توافق رائے انکی انصاف کا نتیجہ ہے۔ انہون نے اسکے حق وغیرہ کے ملاحظہ سے یقیناً جان لیا ہے کہ اِس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ و تعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے۔ جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین و منصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اِسلئے اِسکے اجرا، کو پسند کیا ہے۔ اِن احباب نے اپنے استحسان و توافق رائے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگا دی ہے کہ جیسے اِس ضمیمہ مین عدم معارضہ و خطاب ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اکابر مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ ہی۔ ہم اِس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر ۱ مین صفحہ ۷ وعدہ دی چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین۔

بعض اخوان اہلحدیث نے ہماری بعض مطالب تمہید پر کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی و مقاصد سے خارج و اجنبی ہی اِسلئے اسکی بیان و جواب سے تعرض اشتغال بلا طایل ہی **بالجملہ** جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہی اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہی وہ ابتک متفق علیہ علما، فریقین ہی۔ اسلئے اب اِس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسایل مقصودہ کا بیان قلم مین آویگا۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب اسباب اختلاف صحابہ و تابعین

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين
في الفروع اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم
يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل البحث
من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى
جهدهم الاركان والشروط واداب كل شئ
ممتازا عن الاخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ فيرى
الصحابة وضوئه فياخذون به غير ان
يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان
يصلي فيرون صلوته فيصلون كما
راوه يصلي وحج ورمق الناس حجه ففعلوا
كما فعل فهذا كان غالب حاله صلى الله
عليه وسلم ولم يبين ان فروض الوضوء ستة
او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضأ انسان
بغير موالات حتى يحكم عليه بالصحة او
الفساد الا ما شاء الله وقلما كان يسئلونه
عن هذه الاشياء - × × × وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم

مین فرمایا ہی کہ آنحضرت کی زمانہ مین علم فقہ کی
تالیف نہوئی تہی اور نہ اُسدن یہ بحث ہوتی تہی
جو فقہا بڑی کوشش سی کرتے ہین اور ہر چیز کے
ارکان و شروط و آداب نکالتے ہین اور فرضی
صورتین تجویز کرکے ان پر پیشگی فرضی احکام
لگا رکہتی ہین آنحضرت وضو کرتے اور یہہ نہ فرماتی
کہ یہہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ
اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے اصحاب
آپکا وضو دیکہتے اور اسکے موافق عمل مین لاتے
ایسا ہی آنحضرت نماز پڑہتے اور اصحاب دیکہتے
اور ویسی ہی نماز پڑہتے - اور آنحضرت حج کرتے
تو اسکو لوگ دیکہتے اور ویسا ہی حج کرتے اور
آنحضرت کا اکثر یہی حال تہا اور آنحضرت نے
یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض تین یا چار
ہین اور یہہ فرض نکر لیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات
(ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل دہونا)
وضو کرے اسپر اب ہی سی حکم صحت یا فساد وضو
کا لگا دیا جاوی اور آنحضرت کے اصحاب بہی
آپ سی کم پوچہتے تہے (پہر اسکی بعد مین آثار صحابہ نقل کئی)
پہر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تہی

فرای کل صحابی ما یسرہ اللہ لہ من عبادۃ
وفتاواہ واقضیتہ فحفظہا وعقلہا وعرف
کل شیئ وجہا من قبل حفوف القرائن بہ
فحمل بعضہا علی الاباحۃ وبعضہا علی النسخ
لامارات وقرائن کانت کافیۃ عندہ
ولم یکن العمل عندہم علی وجدان الادلۃ
والتنقیح من غیر التفات الی طرق الاستدلال
* * فانقضی عصرہ الکریم وہم علی
ذلک۔ ثم انہم تفرقوا فی البلاد وصار
کل واحد مقتدی ناحیۃ من النواحی وکثرت
الوقایع ودارت المسایل فاستفتوا فیہا
فاجاب کل واحد حسب ما حفظ او استنبط
وان لم یجد فیما حفظہ او استنبط ما یصلح
للجواب اجتہد برائہ فعند ذلک وقع الاختلاف
بینہم علی ضروب۔

منہا ان صحابیا سمع حکما فی قضیۃ او فتوی
ولم یسمع الاخر فاجتہد برائہ فی ذلک۔
وہو نازل علی وجوہ۔

ومن تلک الضروب ان یرد ارسول اللہ صلعم
فعل فعلا فحمل بعضہم علی القربۃ وبعضہم
علی الاباحۃ۔

پس ہر ایک صحبتی جناب نے انکی عبادات
اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسیکو میسر آئے
مشاہدہ کئے اور جو انکے معانی جیسی بحسب قرائن
سمجھہ مین آئے قرار دئے۔ بعض امور کو اباحت
پر محمول کیا اور بعض کو منسوخ ٹہرایا وعلی ہذا القیاس
اسباب مین انکے پاس معیار اور پیمانہ بجز اپنے فہم
واطمینان کے اور کچہہ نہتا اور انکی ایسی حالت پر
آنحضرت کا زمانہ منقضی ہوا۔ پہر وہ مختلف شہرون
مین متفرق ہوگئے اور ہر ایک مختلف اطراف مین
مقتدا بنگئے۔ پس مقدمات بکثرت واقع ہونے لگے
اور انسے مسایل پوچہے گئے تو ہر کسی نے اپنی
یادداشت وسمجہہ واستنباط کے موافق فتوے
دینے شروع کئے اسوقت سے انمین بوجوہ ذیل اختلاف
واقع ہوا۔

(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سُنی
دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتین ہین
(اسکی چار صورتین اپنے بیان فرمائی ہین جنکا ماحصل
عبارت ایقاف مین بیان ہوچکا ہی اسلئے بنظر اختصار
وخوف تکرار انکا بیان فروگذاشت ہوا)

(۲) اسکے معنی مین اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو موجب
قربت وثواب سمجہا دوسرے نے بیان جواز پر حمل کیا

ومنها اختلاف الوهم -

ومنها اختلاف السهو والنسيان -

ومنها اختلاف الضبط -

ومنها اختلاف فهم في علة الحكم

ومنها اختلاف فهم في الجمع بين المختلفتين -

وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة و عقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام -

(۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کے فعل کو دیکھکر کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ)

(۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بھول گیا)

(۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کے قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجھا کسینے محل وموقع کا لحاظ فروگذاشت کیا)

(۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ)۔

(۷) مختلف احادیث کی تطبیق وباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثون سے ایک کو منسوخ ٹہرایا کسینے اسمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب وجوہات کا مال وحاصل وہی وجوہات ہین جو رسالہ ایقاظ سے منقول ہوچکی ہین انمین اُنمین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہے اسی وجہ سے انکی نقل مین ہمنے حذف واختصار اختیار کیا ہے)۔

پہر آپنے فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا (یون) اختلاف ہوا اور اِسی طرح تابعین نے انسے سیکہا جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بہی یاد کرلیا اور مذاہب صحابہ کو بہی جان لیا اور مختلف حدیث واثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم متفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جداگانہ ہوگیا اور ہر ہر شہر مین امام قایم ہوگئے۔

پہر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدا نے

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء
اعلم ان الله انشاء بعد عصر التابعين
نشأ من حملة العلم فاخذوا عمن اجتمعوا معه
صفة الوضوء والغسل والصلوة والحج
وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث
النبي صلعم وسمعوا قضايا البلدان
وفتاوى مفتيها وسئلوا عن المسايل
واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا
كبراء قوم وسد اليهم الامر فنسجوا على
منوال شيوخهم - وحاصل صنيعهم
ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل
باقوال الصحابة والتابعين * * *
وانه اذا اختلف احاديث رسول الله صلعم
في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان
قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره
او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على
تركه * * اتبعوهم في كل ذلك وانه اذا اختلفت
مذاهب الصحابة والتابعين في مسئلة فالمختار
عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه
فمذهب عمر وعثمان وابن عمر وعايشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہون نے اپنے ہمعصرون
سے وضوء وغسل ونماز وحج وغیرہ کی کیفیت کو سیکہا اور
احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون
کے فیصلے اور فتوے سُنے اور لوگون نے ان سے
مسایل پوچہے تو انہون نے اجتہاد کی پہر وہ قومون
کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون
کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق ملتا
جلتا تہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ وہ حدیث مسند سے
تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل
کرے اور جس صحابی نے وہ روایت کی ہے اسکا نام
نہ لے) سے بہی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ وتابعین
سے بہی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث
کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ
کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ
کہتے یا ظاہری معنی سے پہیر دیتے یا اسکی ترک عمل
پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی
پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو
وہ اپنے شہرون کے علماء اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے
اہل مدینہ اقوال حضرت عمر وعثمان وابن عمر
وعایشہ وابن عباس وزید بن ثابت وغیرہ صحابی
وسعید بن مسیب وسالم وعطاء وزہری وغیرہ

وزيد بن ثابت واصحابهم مثل سعيد المسيب
وسالم وعطاء بن يسار وقاسم وعبيد الله
بن عبد الله والزهري ويحيى بن سعيد وزيد
بن اسلم وربيعة احوط الاخذ من غيره عند
اهل المدينة * * * ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوى ابراهيم احق
بالاخذ عند اهل كوفة من غيره * *
فان اتفق اهل البلد على شئ اخذوا
بنواخذه وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها -
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في
صنيع الاوايل فوجد منها امورا كبحت
عنانه عن الجريان في طريقهم وقد ذكرها
في اوايل كتابه الامم -
منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع
فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحديث
يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من
مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة

تابعین کو لایق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیونکو اور فتاوی ابراہیم نخعی
کو لایق عمل خیال کرتے پھر اگر کسی شہر کے سبھی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی و راجح سمجھتے عمل مین لاتے - ان ہی اصول
پر امام مالک و امام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی و مالکی مذہب بنا -
اِن دونون مذہبون کے ابتداء ظہور اور ترتیب
اصول و فروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکھا تو کئی
اصول کو ناپسند فرما کر انکے موافق روش کو
اختیار نکیا اِن اصول کو اپنی کتاب الام مین بیان
ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اِسمین غور و تامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکھا تو
یہہ قرار دیا کہ حدیث مرسل پر بدون اُن شرطون کے

في كتب الاصول -

ومنها انه لم يكن قواعد الجمع بين المختلفات مضبوطة عندهم فكان يتطرق بذلك خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا ودونها في كتاب وهذا اول تدوين كان في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد مع اليمين فقال الشافعي اثبت عندك انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر الواحد قال نعم فقال لم قلت ان الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلعم لا وصية لوارث فانقطع كلام محمد بن الحسن

ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم

(جو کتب اصول مین مذکور ہین) عمل نکیا جاوے -

ازانجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدون نے قواعد تطبیق وموافقت احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اسلئے انکی اجتہادی باتون مین بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے اس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول فقہ کا یہی وقت تہا اسکی مثال وہ ہی جو امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے قضاء شاہد مع الیمین مین مباحثہ* کیا تہا اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا

ازانجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثین تابعین اہل فتوی کو نہ پہنچین تہین اسلئے اونہون نے اپنی عقل سے اجتہاد کیا یا عام آیات واحادیث سے استنباط کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو ان فقہاء نے ان احادیث پر عمل نہ کیا یہہ سمجہکر کہ وہ حدیثین ان کے شہر والون کے مذہب اور اس طریق کے جسمین انکا اختلاف نہین ہے مخالف ہین اور یہ امر اس حدیث کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا سبب ہی یا وہ حدیثین تیسرے طبقہ مین بہی ظاہر نہوئین - اسکی بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۲ مین منقول ہی طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے -

وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة له اذ لم تظهر في الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عند ما رحل من اهل الحديث في جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثر من الاحاديث ما لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه او عنهما الا رجل ورجلان وهلم جرا مخفي على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ - * * * فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحا فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثلا له حديث القلتين لم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین مین تلاش احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثین ظاہر ہوئین پہر تو وہ حدیثین جو صحابہ مین ایک یا دو شخص روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی پہلی زمانہ مین بکثرت ہوگئین اہل فقہ (طبقہ تابعین) پر وہ حدیثین مخفی رہی تہین - مگر زمانہ حفاظ حدیث مین ظاہر ہوگئین - امام شافعی نے (ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالون کے جواب مین) بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ و تابعین نے ہمیشہ حدیث کو طلب و تلاش کیا جب ان کو حدیث نہ ملی تو اونہون نے اور وجہ سے استدلال کیا پہر جب ان پر حدیث ظاہر ہوئی تو اونہون نے اپنے اجتہاد کو چہوڑ دیا - اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی یہہ وجہ (نامعلومی حدیث) ہے تو پہر ان کا کسی حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین* ہے سعید ابن مسیب و زہری وغیرہ تابعین کیوقت مین اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

* جسمین یہہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مشکے کے موجود ہو تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی -

في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكيه ولا الحنفيه فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وحديث خيار المجلس -

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت ورای کثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم ورای السلف لم يزالوا يرجعون في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم مالم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال -

ومنها انه رأى قوما من الفقهاء يخلطون الرای الذی لم يسيوغه الشرع بالقياس الذی اثبته - ويسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا

مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا - ایسی ہی حدیث خیار مجلس ہے*

از انجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسے امام ابو حنیفہ وامام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئے اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جو اُن صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے - اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکہا کہ سلف (اصحاب وتابعین) اپنے اقوال سے جب مخالف سنت ہون رجوع کر لیا کرتے تہے تو انہون نے اقوال صحابہ سے جو اتفاقی نہ ہون تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا هم رجال ونحن رجال یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر ورائے سے بات کہتے پہر ان باتون سے خطا سمجہکر رجوع بہی کر لیتے اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسون کی تقلید کیون کرین - اور از انجملہ یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے -

وبالجملة لما رأى في صنيع الاوايل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول

بالجملہ جب امام شافعی نے پہلون کے طریق مین ایسے امور پائے تو سرے (اصل قران وحدیث) سے فقہ کو لیا

* جسمین یہہ بیان ہے کہ جبتک بایع وخریدار آپسمین جدا نہون انکو بیع کے فسخ وبرقرار رکہنے کا اختیار ہے -

وفروع الفروع وصنف الكتب -

پھر اهل حدیث واهل رای کے باهمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علما سعید بن مسیب وزہری ومالک وسفیان وغیرہ کے ہم عصر تہے وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس واستنباط وفتوی کو پسند نہ رکہتے تہے - انکا خیال بہت اس طرف تہا کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکی جواب مین انحضرت کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند آثار صحابہ کی نقل کئے از انجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی ندو جو نزول بلا کا باعث ہو) مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ جب کبہی اُن سے مسئلہ پوچہا جاوے تو اسکے جواب مین حدیث پڑہکر سناوین (از انجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہ اور مفتی ہے بغیر قرآن وحدیث کے کبہی فتوے ندیجو ورنہ خود ہلاک ہوگا اور دون کو بہی ہلاک کریگا (از انجملہ) شعبی کا یہہ قول جو اُس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچہا جاتا تو وہ اپنے ساتہی پر حوالہ کرتا وہ اپنے ساتہی پر حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال پہرآتا - پہر احادیث کی تصنیف وتالیف شروع ہوئی اور حدیث کی کتاب جاری ہوئی اور اکثر علماء ملک حجاز - شام - عراق - مصر - یمن کے

باب الفرق بين اهل الحديث واصحاب الرای

اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب وابراهيم والزهری وفي عصر مالك وسفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض بالرای ويهابون الفتيا والاستنباط الا لضرورة لا يعدون منها بدا وكان اكثر همهم رواية حديث رسول الله صلعم وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزوله فانه لم يزل المسلمون ان يكون فيهم من اذا سئل سدد وقال ابن عمر لجابر بن زيد انك من فقهاء البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة ماضية فانك ان فعلت غير ذلك هلكت واهلكت وسئل الشعبی كيف كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول - فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر في بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ

من حاجتهم لموقع عظيم خطاف من ادرك
من عظمائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز
والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان
وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع باهتمام
اولئك من الحديث والاثار ما لم يجتمع
لاحد قبلهم وتيسر لهم ما لم تيسر لاحد
قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث
شئ كثير حتى كان يكتر من الاحاديث
عندهم مائة طريق فما فوقها فنكشف بعض
الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا
محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل - قال الشافعي
لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب
اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه
ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح
لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد
الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة
او كان الصحابي مقلا خامل لم يعمل عنه

شہر و نمین پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف
کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثین
جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسنادین
اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند
سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ و نادر
ہی یا مشہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثین
صحیح معلوم ہوئین جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہین
امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثون کو
خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم
ہو تو مجھی بتاؤ مین اسکو مذہب بناون گا کوفہ کی حدیث
ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہہ بات ابن ہمام نے
نقل کی ہے اور یہہ بات اونہون نے اسلئے کہی تہی کہ
بہتیری حدیثین ایسی ہین جنکو بجز ایک شہر یا ایک
گہر کے لوگون کے کوئی روایت نہین کرتا یا اسکا
راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہے
جس سے کم لوگون نے روایت لی ہو ایسی حدیثون
سے اکثر اہل فتوی بے خبر رہتے ہین اور انکے پاس
آثار و اقوال صحابہ و تابعین کے بہی خوب جمع ہوئے
اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگون اور صحبتون
کے اقوال و آثار کو جمع نہ کر سکتے تہے -
اور پہلے لوگ راویون کے نام جاننے اور انکے مراتب

الاشرذمة قليلون - فمثل هذه الاحاديث يغفل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت عندهم آثار فقهاء كل بلد من الصحابة والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا يتمكن الا جمع حديث بلده واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا التدوين والمناظرة ما كان خافيا وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا يتمكنون من الحديث المرفوع المتصل الا من دون الف حديث كما ذكره ابو داؤد السجستاني في رسالته الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة يروون اربعين الف حديث فما يقرب منه بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه

عدالت پہچاننے مین صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو انکو ظاہر حال روات وقراین موجودہ سے حاصل ہوتا تہا ان (پچہلے) لوگون نے اس فن مین خوب تحقیق کی اور اسمین مستقل بحث وتالیف کی اور حدیث کے صحیح وغیر صحیح ہونے مین خوب بحث کی انپر اس بحث وتالیف سے وہ امور کہل گئے جو پہلے لوگون پر مخفی تہے سفیان وکیع وغیرہ پہلے لوگون نے بہت کوششین کین تب بہی ایک ہزار سے کم کم مرفوع متصل حدیثین پائین جیساکہ ابو داود نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہے اور اس پچہلے طبقہ کے لوگ چالیس چالیس ہزار حدیثین روایت کرتے ہین بلکہ امام بخاری سے ثابت ہے کہ انہون نے اپنی کتاب کو چہہ ہزار* حدیث سے انتخاب کیا اور ابو داود نے اپنی کتاب سنن کو پانچہزار حدیث سے اختصار کیا امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث نبویہ کے لئے میزان ٹہرا دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو حدیث اسمین ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل رکہتی ہے اور جو اسمین نہ ہو اسکی کوئی اصل نہین +

* اصل نسخہ حجۃ اللہ البالغہ مین یہی لفظ چہہ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چہہ لاکہہ ہے چنانچہ صحیح بخاری کی شروح سے معلوم ہے - اسیطرح ابو داؤد کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکہہ ہے جیساکہ کتب شروح سے ظاہر ہے -

+ یہہ انکے ادعا کا بیان ہے جسکا سبب انکا اپنی نسبت کمال تبحر کا خیال ہے ورنہ وہ کتاب واقعی معیار و مدار صحت نہین ہے بہتری حدیثین صحیح ایسی ہین جو اسمین موجود نہین اور بہتری حدیثین ایسی ہین جو اس کتاب مین موجود ہین مگر وہ صحیح نہین - (دیکہو بستان المحدثین مصنفہ شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم) -

فكان رؤس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدي
ويحيى بن سعيد القطان ويزيد بن هارون
وعبد الرزاق وابو بكر بن ابي شيبه
ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
بن راهوية والفضل بن دكين وعلي
المديني واقرانهم - وهذه الطبقة
هي الطراز الاول من طبقات المحدثين
فرجع المحققون منهم بعد احكام فن
الرواية ومعرفة مراتب الاحاديث
الى الفقه فلم يكن عندهم من الراي
ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى
مع ما يرون من الاحاديث والآثار
المناقضة في كل مذهب من تلك المذاهب
فاخذوا يتتبعون احاديث النبي صلعم
واثار الصحابة والتابعين والمجتهدين
على قواعد احكموها في نفوسهم وانا
ابينها لك في كلمات يسيرة كان عندهم
انه اذا وجد في المسئلة قرآن ناطق
فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا كان
القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضية
عليه فاذا لم يجد وافي كتاب الله اخذوا

اِس طبقہ کے سردار یہہ لوگ تھے عبدالرحمن بن
مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون -
عبدالرزاق - ابوبکر بن ابی شیبہ - مسدد
ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل
بن دکین - علی مدینی وغیرہ - یہہ طبقہ محدثین کے
طبقات میں اول نشان تھے - اس طبقہ کے
محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور
مراتب حدیث کے پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف
متوجہ ہوئے انکے نزدیک فقہ اِس کا
نام نہ تھا کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو)
تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین کے ہر
مذہب میں احادیث واثار متناقضہ نظر آرہے
ہیں - پس وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ
واثار صحابہ واقوال تابعین ومجتہدین کی
بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -
(۱) ان کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مسئلہ
میں قرآن ناطق پاتے تو پھر اور کسی کی طرف
توجہ نہ کرتے - اور اگر قرآن کسی معانی کا محتمل
ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجھتے -
(۲) جب کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ پاتے تو
وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلعم سواء كان مستفيضا
دايرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلده
او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل
به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان
في المسئلة حديث فلا يتبع فيها غيره من الآثار
ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم
في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة
حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة وكانوا
لا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون
بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق
جمهور الخلفاء والفقهاء على شئ فهو المقنع
وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم واورعهم
ورعا او اكثرهم ضبطا وما اشتهر عنهم فان
وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة
ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تأملوا
في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما و
اقتضاءاتهما وحملوا نظير المسئلة عليها في
الجواب اذا كانت مستقاديتين بادي الرأي يعتمدون
في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص
الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان
المتواتر عدد الرواة وذواتهم ولكن

حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون
سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک
معمول بہ ہوتی خواہ نہوتی۔ جب وہ کسی مسئلہ
مین حدیث پاتے تو ہر اثر صحابی واجتہاد مجتہد
(جو اُسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے۔
(۳) اور جب باوجود بہت تلاش وانتہایت
کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ
وتابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت
اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون
جیساکہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ پس جس امر
پر اکثر خلفا وفقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر
اعتماد کرتے اور کسی امر مین علماء کا اختلاف پاتے
تو انمین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ
ہوتا اسکے قول کو اختیار کرتے۔ اور جس مسئلہ مین
دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا مسئلہ قرار دیتے
(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نہ پاتے تو کتاب وسنت
کے عموم واشارہ واقتضا وغیرہ مین تامل کرتے
پس جو نفس سے سمجھ مین آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول
کرتے اگر دونون کو بادی الرای مین باہم ملتا
جلتا دیکھتے اسباب مین وہ قواعد اصولی پر پھیر دیتے
نکرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

اليقين الذي يعقبه في قلوب الناس كما
نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة وكانت
هذه الاصول مستخرجة عن صنيع الاوايل و
تصريحاتهم۔
وعن ميمون بن مهران قال كان ابو بكر اذا
ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان
وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان
لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم في ذلك الامر سنة
قضى به فان اعياه خرج فسال المسلمين
وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله
صلعم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع
اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى
الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابو بكر
الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على
نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله
صلعم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به۔
وعن شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه
ان جاءك شئ من كتاب الله فاقض به
ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس

کرتے چنانچہ تواتر مین بداہ صدق واعتبار
راویون کی کثرت اور عدالت نہین بلکہ طمانیت
ویقین قلب ہے جیساکہ ہمنے تفصیل حال صحابہ کے
ضمن مین بیان کیا ہی یہہ قواعد انہون نے
متقدمین کی روش اور تصریحات ہی سے نکالے تہے۔
میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابو بکر کے
پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ مین دیکہتے
اگر اسمین اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے
اور اگر اسمین نپاتے تو پہر اگر اسباب مین رسول
اللہ سے کوئی حدیث یاد ہوتی تو اسکے موافق
فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سے پوچہتے کہ مجہے
اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب مین
رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہی پس بسا
اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے
فیصلہ کو بیان فرماتے تو اسپر خدا کا شکر بجالاتے
اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سردارون
اور برگزیدہ لوگون کو جمع کرکے مشورہ چاہتے
پس جس امر پر اتفاق راے پاتے اسکے موافق فیصلہ
فرماتے۔ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکہا
اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوے جسکا حکم کتاب اللہ
مین ہو تو اسکے موافق حکم دے کوئی تجہے اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول
اللہ صلعم فانظر ما اجتمع علیہ الناس
فخذ بہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ
ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلعم
ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای
الامرین شئت ان شئت ان تجتہد
برائک ثم تقدم فتقدم وان شئت
ان تتاخر فتاخر ولا ادری التاخیر
الا خیرا لک - وعن عبد اللہ بن مسعود
قال انی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا
ھنالک وان اللہ قد قدر من الامر ان
قد بلغنا ما تروں فمن عرض لہ قضاء
بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ
عزوجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب
اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ امر لیس
فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی
بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی
ارى فان الحرام بین والحلال بین وبین
ذلک امور مشتبھۃ فدع ما یریبک

نہ روک لے اور جو کتاب اللہ مین نہو اسمین حدیث
کے موافق فیصلہ کر اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو
پہر اتفاقی بات کو دیکھہ جسپر اکثر لوگ متفق ہون
اسکو لے - اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے
کچھہ نہ کہا ہو تو پہر خواہ اسکو اپنی رائے سے فیصلہ کر
خواہ اسمین ساکت رہ - اور سکوت تیرے حق
مین مفید اور بہتر ہے - اور ابن مسعود نے کہا کہ
پہلے ہم ایسے زمانہ مین تہے کبھی ہمکو فیصلہ کرنیکی
ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لایق تہے اب تقدیر
سے یہہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکہتے ہو سو اب
جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے وہ کتاب اللہ کی
موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ
مین نہ ہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے
اور اگر حدیث بہی نہ ملے تو پہلے صالحین کے
فیصلہ کے موافق کرے اور اپنی راے وقیاس
سے کچھہ نہ کہے - کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال
بہی ظاہر ہے اور دونون کے بیچ مین شبہ
کی چیزین ہین پس جسمین شبہ ہو اسے چہوڑ دے
اور جو بلا شبہ ہو اسے لے لے اور جب کوئی ابن
عباس سے مسئلہ پوچہتا تو اگر آپ وہ مسئلہ
قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

الی ما یریبك وکان ابن عباس اذا
سئل عن الامر فان کان فی القرآن خبرہ
وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بہ وان لم یکن
فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیہ
برائہ - عن ابن عباس اما تخافون ان
تعذبوا او یخسف بکم ان تقولوا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال
فلان - عن قتادۃ قال حدث ابن سیرین
رجلا حدیثا عن النبی صلعم فقال
الرجل قال فلان کذا وکذا فقال ابن سیرین
احدثک عن النبی صلعم وتقول قال
فلان کذا وکذا - عن الاوزاعی قال کتب
عمر بن عبد العزیز انہ لا رای لاحد
فی کتاب اللہ وانما رای الایمۃ فیما لم ینزل
فیہ کتاب ولم تمض فیہ سنۃ من رسول
اللہ صلعم ولا رای لاحد فی سنۃ
سنہا رسول اللہ صلعم - عن الاعمش
قال کان ابراھیم یقوم عن سیارہ
فحدثت عن سمیع الزیات عن ابن عباس ان
النبی صلعم اقامہ عن یمینہ فاخذ عبد الشعبی جاءہ

ہین بتاتے تو رسول اللہ کی حدیث پڑھ سناتی
اور اگر حدیث بھی ملتی تو حضرت ابو بکر یا عمر کا قول نقل
کرتے اگر یہہ بھی بتاتے تو پھر اپنی راے سے بیان
فرماتے - ابن عباس نے فرمایا ہے کہ تمہین اسمین
خوف نہین آتا جو تم کہتے ہو کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا
اور (اسکے مخالف) فلانے کا یہہ قول ہے - قتادہ
نے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص کو رسول اللہ
کی حدیث سنائی اور دوسرے نے کسیکا قول
بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا ہین تو رسول اللہ
کی حدیث سناتا ہون اور تو کہتا ہے کہ فلانی کا
یہہ قول ہے -
عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ جو امر کتاب اللہ مین
ہو اسمین کسی کی راے مقبول نہین اور ائمہ کی
راے اسمین مقبول ہے جسمین کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا کوئی حکم نہ ہو -
اعمش نے کہا کہ ابراہیم نے یہہ مسئلہ بیان کیا کہ
مقتدی (جبکہ امام کے پیچھے تنہا ہو) امام کے بائین
طرف کھڑا ہو اور جب مینے سمیع زیات کی حدیث سنائی
کہ رسول اللہ نے ابن عباس کو اپنی داہنی طرف کھڑا
کیا تھا تو پھر اونہون نے اس حدیث کو لیلیا اور
شعبی کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچھنے کو آیا تھا تو

رجل يسئله عن شئ فقال كان ابن مسعود يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برأيك فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن ابن مسعود ويسالني عن رأيي وديني عندي اثر من ذلك والله لان اعيش تغنى بغنيمة احب الي من ان اخبرك برأيي اخرج هذه الآثار كلها الدارمي - واخرج الترمذي عن ابي السائب قال كنا عند وكيع فقال لرجل ممن ينظر في الراي اشعر رسول الله صلعم ويقول ابو حنيفة هو مثلة - قال الرجل فانه قد روي عن ابراهيم النخعي انه قال الاشعار مثلة قال رايت وكيعا غضب غضبا شديدا وقال اقول لك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقول قال ابراهيم ما احقك بان تحبس ثم لا تخرج حتى تنزع عن قولك هذا - وعن عبد الله بن عباس وعطا ومجاهد ومالك بن انس انهم كانوا يقولون ما من احد الا وهو ماخوذ من كلامه ومردود عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور نہوں نے اسکے جواب مین قول ابن مسعود کا سُنایا اُس نے کہا کہ تم اپنی راے سے بتلاؤ تو وہ حاضرین کو کہنے لگے کیا تم اس شخص سے متعجب نہین ہوتے کہ مین ابن مسعود کا قول سناتا ہون اور یہ میری راے پوچھتا ہے میرا دین میرے اعتقاد مین اس (راے سے فتوی دینے) سے مقدم ہے بخدا اگر مین دوسرے کے قول پر فتوی دینے سے مُستغنی رہون تو مجھے اس سے پیارا ہے کہ اپنی راے سے کچھ کہون - یہہ تمام اثار دارمی نے اپنی کتاب مین نقل کئے ہین اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ ہم وکیع کے پاس تھے جبکہ اُس نے اہل راے مین سے ایک شخص کو کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین وہ مثلہ ہے (جیسے کا کان ناک کاٹنا) اِس شخص نے جواب دیا کہ ابراہیم نخعی بھی کہتے ہین کہ اشعار مثلہ ہے تو اپر وکیع نہایت غصہ ہوے اور فرمایا کہ مین رسول اللہ کی حدیث سناتا ہون اور تو ابراہیم کا قول نقل کرتا ہے پس تیری سزا یہی ہے کہ قید کیا جاوے یہانتک کہ اس قول سے باز آوے اور ابن عباس و عطا و مجاہد و مالک بن انس وغیرہ نے فرمایا ہے کہ سوائے آنحضرت کے سبکی کلام پر ماخوذہ

وبالجملة لما مهدوا الفقه على هذه القواعد
فلم تكن مسئلة من المسايل التى يتكلم
فيها من قبلهم والتى وقعت فى زمانهم
الا وجدوا فيها حديثا مرفوعا متصلا
او مرسلا او موقوفا صحيحا او حسنا او ضعيفا
للاعتبار او وجدوا اثرا من اثار الشيخين
او سائر الخلفاء او استنباطا من عموم
او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل
بالسنة على هذا الوجه - وكان عظيم
شانا واوسعهم رواية واعرفهم
للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد
بن محمد بن حنبل واسحق بن راهوية -
وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف
على جمع شئ كثير من الاحاديث والاثار
حتى سئل احمد يكفى للرجل مائة الف
حديث حتى يفتى قال لا حتى قيل خمس
مائة الف حديث قال ارجو كذا فى غاية
المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل -
ثم انشاء الله تعالى قرنا اخر فراوا اضعافهم
قد كفوا مؤونة جمع الاحاديث وتمهيد
الفقه على اصولهم فتفرغوا لفنون اخرى

مواخذہ ہو سکتا ہے اور ہر کسیکا قول رد ہو سکتا ہے
حاصل یہہ کہ جب اونہون نے فقہ کو ایسے قواعد پر
بنایا تو ہر مسئلہ مین جو انسے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا
ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف
آسان ہو گیا - ان لوگون مین سے عظیم الشان و
کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و
اسحٰق بن راہویہ تہے -
اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار
پر موقوف ہے - یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسینے
پوچھا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو ایک لاکھہ
حدیث کافی ہے ؟ آپنے فرمایا نہین ہے اخر کہا گیا
کہ پانچ لاکھہ حدیث کافی ہے - آپ بولے ہان ہے
کہتا ہون - ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے)
مین بیان کیا ہے - اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد
کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے
ان کے بعد خدا تعالی نے اور (محدث)
لوگون کو پیدا کیا - اونہون نے دیکھا کہ ہمسے پہلے
محدثون نے حدیث کو جمع کر دیا ہے اور قواعد المحدث
کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کر دی ہے تو انہون
نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام کیا
جیسے حدیث صحیح کو جس پر اکابر المحدیث (امثال زید

(فیصلہ یا عموم و ایماء نص کا استنباط (غرض کیفیت تحقیق) اگر کوئی حدیث صحیح و غیرہ خلفاء کا اثر یا کسی مجتہد یا قاضی کا فیصلہ

كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون
ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق
واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التي
بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء
البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل
حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة
من الاحاديث التي لم يروها او
طرقها التي لم يخرجوا من جهتها الاوايل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية
فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو
ذلك من المطالب العلمية - وهؤلاء هم
البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابو يعلى والترمذي
والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي
والخطيب والديلمي وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة
متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله
البخاري وكان غرضه تجريد الاحاديث
الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها

بن ہارون ویحیی بن سعید واحمد بن حنبل واسحاق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ ومتمیز کرنا
اور ان احکامی وفقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
وفقہاے بلاد نے اپنی مذہب کی بنا قایم کی ہے
اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ ونادر حدیثون کو جنکو پہلون نے روایت
نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین
کیا - اور انمین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سی روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا -

وہ لوگ یہہ ائمہ ہین بخاری - مسلم - ابوداؤد
عبید بن حمید - دارمی - ابن ماجہ - ابو یعلی - ترمذی
نسائی - دارقطنی - حاکم - بیہقی - خطیب (البغدادی)
دیلمی - ابن عبد البر اور ان کے امثال واقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سی خلایق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تہی -
اول امام ابو عبد اللہ **بخاری** ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہون
اور اقسام سے چہانٹنا اور ان سے فقہ وسیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح ووفى بما شرط -

وبلغنا ان رجلا من الصلحين راى رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا يتاتى فوقها -

وثانيهم مسلم النيشاپوري توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف الملتون وتشعب الاسناد ليصح ما يكون وجمع بين المختلفات فيما يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا في الاعراض عن السنة الى غيرها -

وتفسیر کو استنباط کرنا - پس اونہون نے اس مدعا کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (مشہور صحیح بخاری) بنائی اور اسمین اپنی وہ شرط پوری کر دکھائی -

ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکہا تو آنحضرت نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چھوڑ رہا ہے اُس نے عرض کی یارسول اللہ صلعم آپکی کتاب کون سی ہے آپ نے فرمایا میری کتاب صحیح بخاری ہے - مجھے اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت وقبولیت پائی ہے جس سے فوقیت ناممکن ہے -

دوسرے (امام) مسلم نیشاپوری ہین اُنہون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل و مرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) چھانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور انسے استنباط مسایل کا آسان کر دینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی سبھی اسنادون کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف

طور پر معلوم ہو اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تاکہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو اسکو حدیث سے دوسرے لطائف

وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان
ممن جمع الاحاديث التي استدل بها
الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها الاحكام علما
الاحصا فصنف سننه وجمع فيها الصحيح
والحسن والليّن والصالح للعمل قال
ابو داؤد ما ذكرت في كتابي حديثا
اجمع الناس على تركه وما كان منها
ضعيف صرح بضعفه وما كان فيه
علة بينها بوجه يعرفه الخايض في
هذا الشان -

وترجم على كل حديث بما قد استنبط
منه عالم وذهب اليه ذاهب و
لذالك صرح الغزالي وغيره بان
كتابه كاف للمجتهد -

ورابعهم ابو عيسى الترمذي وكانه
استحسن طريقة الشيخين حيث بينا
وما ابهما وطريقة ابي داؤد حيث جمع
كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين
وزاد عليهما بيان مذاهب الصحابة والتابعين

تیسرے (امام) ابو داؤد السجستانی انکا قصد
یہ تہا کہ ان احادیث کو جنسے فقہا نے استدلال کیا ہے
اور وہ انمین دایر وسائر ہین اور ان پر علما رویا ر
نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کر دین پس انہون
نے اپنی کتاب سنن (ابو داؤد) تصنیف کی اور
اسمین (ہر قسم کی حدیثین) صحیح - حسن - ضعیف
(جو عمل کے لایق ہو) جمع کر دین - اور ابو داؤد نے
کہا ہے کہ مینے اپنی کتاب مین ایسی حدیث کوئی
وارد نہین کی جسکی متروک العمل (وضعیف) ہونے
پر سبکا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف
ہین ضعیف بتا دیا ہے اور جسمین کوئی علت قادح
صحت ہو اسکو ایسے طور سے بیان کر دیا ہے جسکو
اُس فن مین غور کرنیوالے پہچانتے ہین - ہر حدیث
کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نے کسی
اُس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نے کسی کا وہ مذہب
اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب
مجتہد کے لئے کافی ہے -

چوتھے (امام) ابو عیسی ترمذی انہون نے
شیخین (امام بخاری و امام مسلم) کے طریق کو پسند
واختیار کیا کہ جو کچھ وارد کیا اسکا حال بیان کر دیا مبہم نچھوڑا اور طریق ابو داؤد کو بھی لیا کہ ہر مسئلہ اور ہر
حدیث کو جسکا کوئی قایل و متمسک ہوا ہی جمع کر دیا اس طرفہ پر یہہ طرہ بڑہا دیا کہ مذہب صحابہ و تابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر
طرق الحديث احتصار الطيفا فذكر وحد
واومى الى ماعداه وبين امر كل حديث
من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر
وبين وجه الضعف ليكون الطالب على
بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب
وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار
وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج
الى الكنية ولم يدع خفاء لمن هو من
رجال العلم ولذلك يقال انه كاف
للمجتهد مغنى للمقلد -

ومجتہدین کو بھی ذکر کر دیا - پس کتاب جامع (ترمذی)
تصنیف کی اسمین احادیث کی سندون کو اختصار
وار دکیا ایک اسناد کو پورا بیان کر دیا باقی کو مختصر
واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ
صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہی یا منکر اور وجہ ضعف
کو بھی ساتھہ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو
بصیرت حاصل ہو اور وہ لایق اعتبار کو غیر لایق سے
تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت
تھی انکا نام بتا دیا اور جسکی کنیت جاننے کی حاجت
تھی اسکی کنیت بتا دی اور کسیطرح کا خفاء اہل علم
کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کی
حق مین کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لئے کافی ہے
اور مقلد کے لئے تقلید غیر سے مغنی (بے پرواہ کرنیوالی) -

وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك وسفيان
وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا
يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء
الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية
حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى
قال الشعبي علمي من دون النبي صلعم احب
الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان
على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک اور سفیان
کے زمانہ مین اور ان کے پیچھے ایسے لوگ بھی ہوے
ہین جو (استنباط واجتہادی) مسایل بتانے اور فتوی
دینے سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا
فقہ (واجتہاد) پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہیے اور
آنحضرت سے حدیث روایت کرنے سے ڈرتے - شعبی کا قول
ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول بیان کرنا مجھے
پسند ہے کیونکہ اسمین کمی بیشی بھی ہو جائے تو اسی (اور لی)

وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال علقمة
احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث
عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا
او نحو هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار
الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون
قوما لهم ازيز بالقرآن فيأتونكم فيقولون
قدم اصحاب محمد صلعم قدم اصحاب محمد صلعم
فيأتونكم فيسألونكم عن الحديث فاقلوا
الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ابن عون كان الشعبي اذا جاء شيء
اتقى قال وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج
هذه الاثار الدارمي -
فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من
حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه
لم يكن عندهم من الاحاديث والاثار ما يقدرون
به على استنباط الفقه على الاصول التي
اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم
للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها و
البحث عنها وانهموا انفسهم في ذلك وكانوا

ابراہیم کا قول ہے کہ مین جواب مسایل مین صرف
یہ کہدون کہ عبداللہ نے یون کہا ہے تو مجھے بہت
پسند ہے - اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے
روایت کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہوجانیکے خوف
سے) متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر
نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ مین بھیجا تو
انکو فرمادیا کہ تم کوفہ پہنچوگے تو لوگ تمہارا آنا
سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثین
پوچھینگے پس آنحضرت سے روایت حدیث*
کم کرنا - ابن عون نے کہا ہے جب شعبی کے
پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور اسکے
جواب مین یون کہتے کہ ابراہیم کا اسمین یہ قول
ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے
پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف
انکی حاجت کے مطابق اور طور سے ہوئی جسکا بیان
یہ ہے کہ اُن کے پاس احادیث و آثار تو اس قدر
نہ تھے جس سے وہ اہلحدیث کے اصول پر استنباط
مسایل فقہ کرسکتے اور علماء کے اقوال مین نظر
اور بحث کرنی انہون نے پسند نہ کی اس امر مین

* یعنی سوچ سمجھ کر جو ٹھیک یاد ہو اُسکی روایت کرنا - جو مونہہ مین آوے نہ کہدینا -

في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق
وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما
قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله
وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم
ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من
ابن عمر وكان عندهم من الفطانة و
الحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ
الى شئ ما يقدرون به على تخريج جواب
المسائل على اقوال اصحابهم وكل
منهم لما خلق له وكل حزب بما لديهم
فرحون - فهذا الفقه على قاعدة
التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب
من هو لسان اصحابه ويعرفهم باقوال
القوم وابحثهم نظر في الترجيح فيتامل
في كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل
عن شئ او احتاج الى شي رای فيما يحفظ
من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب
فبها والا نظر الى عموم كلامهم فاجراه
على هذه الصورة او اشارة ضمنية

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر
کے لایق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق مین یہہ اعتقاد
رکھتے تھے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر تھے
اور انکے دل انکی طرف بہت مایل تھے چنانچہ
علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ
مضبوط ہے - ایسا ہی ابو حنیفہ نے ابراہیم
اور علقمہ کے حق مین کہا ہے کہ وہ بڑی سمجھ دار تھی
ہان انمین سمجھ اور تیزی طبع اور سرعۃ انتقال
ذہنی اس قدر تھی کہ وہ اس سے اپنے اماموں
کے اقوال سے جواب مسایل نکال لیتے تھے پس
انہون نے اس قاعدہ تخریج (بات سے بات نکالنے)
سے فقہ کی بنا ڈالی جائی تخریج کی صورت
یہہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال و مذاہب ائمہ
سے خوب واقف ہو کتاب کو یاد کرے اور ہر مسئلہ
مین حکم کیوجہ سوچ رکھے پس جب کبھی کوئی مسئلہ پوچھا
تو اگر اس کتاب مین ائمہ کا صریح قول پایا تو اسکو
جواب مین پڑھ سنایا - نہین تو کسی قول کے
عموم کو دیکھا اسمین وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر
وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول مین کوئی اشارہ

* یہہ تمثیل بنا بر تسلیم مشہور ہے اور درحقیقت یہہ قول حضرت امام ابو حنیفہ سے بسند صحیح ثابت نہین
(چنانچہ ہماری ضمیمہ اخبار سفیر ہند شملہ مین اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے) اسی نظر سے ہمنے اس قول کا ترجمہ پورا نہین کیا -

لكلام فاستنبط منها وربما كان لبعض
الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم
المصرح به بالتخريج او بالسبر والحذف
فادار حكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة كيت
الاقتراني او الشرطي انتجا جواب المسئلة
وربما كان في كلامهم ما هو معلوم
بالمثال والفتمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون
في تحصيل ذاتياته وترتيبه جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم
محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد
المحتملين وربما يكون تقريب الدليل
خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض
المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم
وبحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له لقول
المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب
فلان او على اصل فلان او على قول
فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
مین کچھ اقتضاء و ایماء بھی پائی جاتی ہے جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسایل
کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہوسکتا ہے
۔اور کبھی علماء ایسے کسی صریح حکم سے علت نکالتے
ہیں اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہین ۔اور
بعضے اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہین
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سے جواب مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے ۔اور کبھی مجتہد کی
کلام مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہین انکی پوری حقیقت و تعریف
مذکور نہین ہوتی ۔پس اس مجتہد کے پیرو علماء
ان باتون کے جاننے مین محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بہ تکلف
انکی حدین و تعریفین مقرر کرتے ہین اور ان
مثالون کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہین اور کبھی انکی
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہین تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہین کبھی اُن کے دلایل
کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کردیتے ہین اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کے فعل و سکوت سے کوئی بات نکال لیتے ہین

لهؤلاء المجتهدون في المذهب وعنى هذا الاجتهاد على هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا اى وان لم يكن له علم برواية اصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب وكثر فاى مذهب كان اصحابه مشهورين وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر تصانيفهم في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشرا في اقطار الارض ولم يزل ينتشر كل حين واى مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين۔

تخریج اس فعل کا نام ہی اور اسباب کو جو نکالی جاتی ہے۔ قول مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یون بہی کہا جاتا ہے کہ یہہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سی نکالی ہوئی ہی اور ان لوگون کو جو ایسی بات نکالتی ہین مجتہد فی المذاہب* کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسنی کہا ہی کہ جس نے کتاب مبسوط یاد کرلی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اسکو ایک روایت حدیث کا بہی علم نہ ہو۔ اس طور سی تخریج سب مذاہب مین ہو چکی ہے پس جس مذہب کے لوگ مشہور ہوئی اور قضا و فتوی ان کے سپرد ہوے اور انکی تصنیفین لوگون میں مشہور ہوئین وہ مذاہب اطراف زمین مین پہیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوئے نہ کہین کے قاضی ہوئے نہ مفتی بنے اور لوگ ان کی طرف راغب نہوی وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہو گئے۔

---

* یہ بہی ایک اصطلاح ہی اور جو ابن کمال پاشاہ نی مجتہدین کے سات طبقہ ٹہرائی ہین اور از انجملہ مجتہد فی المذاہب کو دوسرے طبقہ مین اور اہل تخریج کو چوتہی طبقہ مین شمار کیا ہی اور ہر ایک کو جداگانہ منصب دیا ہی وہ خاص اسکی اصطلاح ہی جسمین کوئی ایمہ سلف سی اسکا پیشوا نہین ہی علامہ **ہارون حنفی** نے کتاب **ناطورۃ الحق** مین ابن کمال پاشا کا پورا تعقب کیا ہی اور اسکی کلام کو نقل کر کے صاف فرما دیا ہی ہو بعید عن الصحۃ بمراحل فضلا عن حسنہ فانہ تحکمات باردۃ وخیالات فارغۃ الخ۔ اور ہماری زمانہ کے محقق حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی نی بہی اپنی بعض رسایل مین علامہ ہارون کا توافق کیا ہی اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کر دیا ہی۔ اڈیٹر

پہر چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگونکی بیان حالات مین فرمایا ہے - جان لے کہ

باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدہا

اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ - قال ابو طالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذہب الواحد من الناس واتخاذ قولہ والحکایۃ لہ من کل شئ والتفقہ علی مذہبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتہی - اقول وبعد القرنین حدث فیہم شئ من التخریج غیر ان اہل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا مجتمعین علی التقلید الخالص علی مذہب واحد والتفقہ لہ والحکایۃ لقولہ کما یظہر من التتبع - بل کان فیہم العلماء والعامۃ - وکان من خبر العامۃ انہم کانوا فی المسائل الاجماعیۃ التی لا اختلاف فیہا بین المسلمین او جمہور المجتہدین لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا یتعلمون صفۃ الوضوء والغسل والصلوۃ

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض پر متفق نہ تہے ابو طالب مکی نے (کتاب) قوت القلوب مین کہا ہے کہ کتابین اور تالیفات سب پیچہے کر نکلی ہین اور لوگون کے اقوال سے قایل ہونا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر مین اسی کے قول کو تہام رکہنا اور نقل کرنا اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلی اور دوسرے زمانہ کے نہ تہے - مین (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہون کہ ان زمانون کے بعد کچہہ کچہہ تخریج شروع ہوئی - پہر چوتھی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام کو نقل کر دینی پر نہ تہے چنانچہ انکی حالات ٹٹولنی سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ان مین دو قسم کے لوگ تہے (خاص) علماء اور عام لوگ عام لوگون کا تو یہہ حال تہا کہ وہ ان مسایل اتفاقیہ مین (جنمین تمام مسلمانون یا جمہور مجتہدون کا اختلاف نہین) تو بجز صاحب شریعت (آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ وضوء وغسل ونماز وزکوۃ وغیرہ اپنے بزرگون یا استادون سی سیکہتے اور اسپر چلتی - اور جب انکو کوئی (اور) واقعہ پیش آتا تو اسمین جس مفتی کو پاتے فتوی پوچہہ

والزكوة وخوذ ذلك من ابائهم او معلمي
بلدانهم فيمشون حسب ذلك واذا وقعت
لهم واقعة استفتوا منها اى مفتى وجدوا
من غير تعيين مذهب وكان من خبر
الخاصة انه كان اهل الحديث منهم
يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم من
احاديث النبي صلعم واثار الصحابة ما لا
يحتاجون معه الى شئ اخر فى المسئلة من حديث
مستفيض او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء
ولا عذر لتارك العمل به اذا قوال متظاهرة
لجمهور الصحابة والتابعين مما الهيمن
مخالفتها فان لم يجد فى المسئلة ما يطمئن
به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح
الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض
من مضى من الفقهاء فان وجد قولين
اختار اوثقهما سواء كان من اهل المدينة
او من اهل الكوفة - وكان اهل الترجيح
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا
به ويجتهدون فى المذهب وكان هؤلاء

یعنے سجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے
اور خاص علماء کا یہہ حال تہا کہ انمین اہلحدیث
تو حدیث سی مشغول رہتے - پس انکو احادیث نبویہ
واثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکی ہوتے وہ کسی
مسئلہ مین کسی اور قول واجتہادی بات کے محتاج
نہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ وتابعین اکید دوسرے
کے موید جنکی مخالفت پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر
کسی مسئلہ مین ایسی حدیث یا اثر نہ پاتے تو بعض مجتہدین
سابق کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے - اور
اگر اقوال مجتہدین مین بہی اختلاف پاتے تو انمین
جس قول کو زیادہ مضبوط دیکہتے عمل مین لاتے - اہل مدینہ
کا ہوخواہ کوفہ کا اور اہل تخریج (بات سی بات نکالنے
والے مجتہد) جس مسئلہ مین مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے
اسکو انکے اقوال واشارات سی (بحسب تفصیل سابق)
نکال لیتے اور مذہب مین اجتہاد کرتے - یہہ لوگ
انہین امامون (جنکی اقوال سی تخریج مسایل کرتے ہین)
کیطرف منسوب کئے جاتے ہین کسیکو شافعی کہا جاتا ہے
کسی کو حنفی - اور اہلحدیث یہی کبہی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق رای کے سبب سی منسوب کئے جاتے ہین

* یعنی نہ انکے مقلد ہوجانیکے سبب - اسبات کو وہ لوگ غور سی ملاحظہ کرین کہ جو بعض محدثین (امثال
امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونیسی انکو مقلد سمجہتے ہین -

ینسبون الی مذهب اصحابهم فیقال
فلان شافعی وفلان حنفی وکان صحابة
الحدیث ایضاً قد ینسب الی احد المذهبین
لکثرة موافقته به کالنسائی والبیهقی
ینسبان الی الشافعی فکان لا یتولی القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا سیما الفقیه الاول
ثم بعد هذه القرون کان ناس اخرون
ذهبوا یمینا وشمالا وحدث فیهم امور
منها الجدل والخلاف فی علم الفقه وتفصیله
علی ما ذکره الغزالی انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدین المهدیین افضت الخلافة الی
قوم تولوها بغیر استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوی والاحکام فاضطروا الی
الاستعانة بالفقهاء والی استصحابهم
فی جمیع احوالهم وقد کان بقی من العلماء
من هو مستمر علی الطراز الاول والزم
صفو الدین فکانوا اذا طلبوا هربوا
واعرضوا فرای اهل تلک الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة علیهم مع
اعراضهم فاشرأبوا بطلب العلم توصلا
الی نیل العز ودرک الجاه فاصبح الفقهاء

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تھے
اسوقت قاضی ومفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا - ان زمانون کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو داہنے بائیں چل نکلے اور انمین کئی امر پیدا
ہوگئے -

از انجملہ علم فقہ مین بہگڑ اور اختلاف اسکی
تفصیل یہ ہی جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذر گیا اور خلافت ایسے لوگون مین
پہنچی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے - اور وہ علم
فتاوی واحکام سے واقف نہ تھے اسلئے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکھنے کے محتاج ہوئے - اور علماء مین بعض
تو ایسے تھے کہ وہ قدیمی طریق (یا نشان) پر
ثابت تھے اور خالص دین کے ملازم - انکو جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ اُن سے بھاگتے
اسوقت کے لوگون نے جب دیکھا کہ علماء کی
بڑی عزت ہے - اور بادشاہ اُن کے طالب ہین
تو وہ علم کے طالب ہوئے جسمین وہ دنیاوی عزت
وجاہ کے طالب تھے - پھر تو علماء مطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہوکر ذلیل ہونے
لگے - بجز ان لوگون کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے -

بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد
ان کانوا اعزة بالاعراض عن السلاطین
اذلة بالاقبال علیهم الامن وفقه
الله وقد کان من قبلهم قد صنف
ناس فی علم الکلام وأکثروا القال والقیل
والایراد والجواب وتمهید طریق الجدل
فوقع ذلك منهم بموقع من قبل الکتان
من الصدور والملوك من مالت نفسه
الی المناظرة فی الفقه وبیان الاولی
من مذهب الشافعی وابو حنیفة رض فتارك
الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی
المسایل الخلافیة بین الشافعی وابی حنیفة
رض علی الخصوص وتساهلوا فی الخلاف
مع مالك وسفیان واحمد بن حنبل
وغیرهم وزعموا ان غرضهم استنباط
دقایق الشرع وتقریر علل المذهب وتمهید
اصول الفتاوی واکثروا التصانیف و
الاستنباطات ورتبوا فیها انواع الجدلیات
والتصانیف وهم مستمرون علیه الی الان
ما الذی قدر الله فیما بعد هذا من الاعصار انتهی

اُن سے پہلے لوگون نے علم کلام مین تصنیفین
کی تہین اور اسباب مین بہت قیل وقال وجواب
وسوال وطریق بحث وجدال لکہہ رکہی تہے وہ
پچہلون کے کام آئے اونہون نے جب دیکہا
کہ بعض سلاطین کو فقہ مین مناظرہ دیکہنے کا شوق
ہے اور مذہب حنفی وشافعی مین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہون نے وہ مباحث
کلامی وعلمی چہوڑ دئے اور اس قسم کے مباحث
ان مسایل فقہی مین شروع کر دئے جنمین امام
ابو حنیفہ وامام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور
جن مسایل مین امام مالک وسفیان واحمد
بن حنبل مین اختلاف تہا اُنسے تعرض نکیا۔ ان
جہگڑون سے اونہون نے دقایق شرع کا استنباط
اور مذاہب کے دلایل وعلل کی تقریر اور اصول
وفتاوی کی تمہید مقصود ٹہرایا۔ پس اُسمین بہت
تصنیفین کین اور استنباط عمل مین لائے اور طرح
طرح کے جہگڑے مرتب کئے وہ اسی طریق پر اب تک
چلے آتے ہین۔ کل کی خبر نہین خدا نے کیا
ٹہرا رکہا ہے (امام غزالی کا کلام تمام
ہوا)۔

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah